بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

ھدیہ ازھار

برائے

محبِّ یلغار

از

نواسۂ مفتیٔ اعظم مہاراشٹر

حضرت علامہ مولانا مجتبیٰ شریف خان صاحب قبلہ اشہری مصباحی

شرفِ تلمذ یافتہ

حضرت العلام مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی و فقیہ عصر حضرت مولانا اسرار احمد صاحب قبلہ نوری

شائع کردہ

اشہر اکیڈمی ناگپور

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

ہدیۂ ازہار

برائے

محب یلغار

از

نواسۂ مفتیٔ اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مولانا **مجتبیٰ شریف خان** صاحب قبلہ اشہری مصباحی

شرف تلمذ یافتہ

حضرت العلام مفتی شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

و

فقیہ مبصر حضرت مولٰینا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری

شائع کردہ

اشہرا کیڈمی ناگپور

سن اشاعت رجب المرجب ۱۴۳۷ھ اپریل ۲۰۱۶ء

فہرست

مضامین	صفحہ
● امام اہلسنّت کا بے مثال حل کہ برہان تطبیق علم الٰہی جَلَّ وَعَلَا کو ہرگز متناہی نہیں ٹھہراتی اس پر فاضل مترجم قادری صاحب مرحوم کے اعتراض کا رفعِ شافی	۱۱۶ تا ۱۱۸
● گذارش اخیر	۱۱۹
● مطلع روشن	۱۲۰ تا ۱۲۴
● تأثر حضرات اہلِ علم وفضل	۱۲۵ تا ۱۲۶

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ المختار وعلی الہ واصحابہ الاطہار

گذارش اولیں

حضرت محبّ یلغار ! آپ کی جانب کی یہ تازہ تحریر مسمّٰی بہ یلغار آئی اور حضرت مصنف ذیلِ انتصار دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْقُدْسِیَّہ کی نسبت مطالبۂ رجوع لائی۔ حضرت مصنف علام کی طرف سے اُنہی کے اذن پر فتاوائے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ [ج ۶ ص ۴۱۲] سے یہ اقتباس حاضر ہے

فقیر آپ صاحبوں کا ممنون احسان ہے کہ اپنے نزدیک جو عیب اپنے بھائی مسلمان یعنی اس فقیر میں سمجھا اُس سے مطلع فرمایا مجھ پر فرض تھا کہ بات ٹھیک ہوتی تو تسلیم کرتا اب کہ باطل ہے اُس کا بطلان آپ کو دکھا دیا ماننا آپ صاحبوں کا کام ہے

ساتھ ہی گذارش کہ وہ اظہار بطلان بعد استفادہ از حضرت مصنف یکتائے زمن استاذنا المحترم ذوالمجدوالکرم منت الٰہی فی ہذا الزمن و عنایت مصطفوی بر اہل سنن علامہ مفتی شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی متعنا اللّٰہُ تعالیٰ والمسلمین بطول حیاتہ ونفعنا ببرکات انفاسہ اس احقر گدائے اشہر کی طرف سے معروض ہے۔ ہاں ایک بات کہ کچھ روش انصاف پر تھی اُس کی تسلیم کما حقہ ص۹۳ پر ہے۔

حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر عَلَیْہِ الرَّحْمَة کی طرف سے دو امور ہوئے ہیں۔

قائل کو حکمِ توبہ۔ اور قائل پر الزام کفر

اور ان میں کوئی بھی باطل پر اصرار یا تعیین جزاف سے نہیں۔

امر اول

امر اول کی نسبت حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے خط محررہ ۱۰/ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بنام مولینا سید محمد حسینی صاحب میں ہے کہ

____" ....[قائل]....... کا قول .... " نماز جنازہ پڑھاتے وقت مجھ کو اس کے کفر کا علم نہ تھا بعد میں ہوا "..........

.......[قائل]....... کے یہ وہ الفاظ ہیں جنہیں ہمارے کانوں نے سنا اور کثیر لوگوں نے سنا ، اور **اسی پر ہم نے کہا** کہ آپ پر کفر کا حکم تو نہیں ہوگا ہاں حرمت سے توبہ کر لیجئے "____

اور مجلس قضا ناگپور منعقدہ ۱۹/ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ ، ۱۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء کے موقع پر حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے جواب دعویٰ کی جو تحریر حضراتِ ذی علم کو دی اُس میں ہے

__" .....[قائل]..... نے بھری محفل میں .....[متوفّٰی]..... کے کفر کا اقرار کیا "__

اس مبنائے حکم توبہ پر ردو اعتراض میں جو کچھ حضراتِ ذی علم نے کہا اور جو کچھ آپ نے کہا اور اس بارے میں جو دعاوی اُس جانب سے کئے گئے اُن سب کو محک نقد و نظر پر لائیں تا کہ وہ .... آیا حلیہ صحت سے مزین ہیں یا عاری؟ ....

یہ واضح ہو۔

کلام دربارۂ مبنائے حکم توبہ

آپ لکھتے ہیں

> یہ قول قائل ہرگز اس کا اقرار نہیں [یلغار ص۱۴]

پھر قائل جو اس قول سے منکر اور تکفیر متوفّٰی خود از جانب حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کا مدعی ہے اس پر آپ نے اُن کے حکم توبہ دہی کو دلیل ٹھہراتے ہوئے لکھا

> ایک مفتی حرمت سے توبہ کا اسی وقت حکم دے گا جب متوفّٰی کافر ہو اس لیے ......[قائل]....... کا بیان ہی صحیح ہے [یلغار ص۵]

اس میں ثانیہ مرتبۂ عموم میں ہے۔ اور مدعا خصوص۔ اور اس کا استلزام غیر مسلّم۔ تو اس سے دعوائے قائل کی صحت پر خیال جزم خطائی الفہم۔ اسے یاد رکھئے کہ آپ کے اُن سب آئندہ الزامات واستدلالات کا یہ ہادم ہے جن کی بناء آپ نے اسی مدعائے تکفیر متوفّٰی از جانب حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ پر رکھی ہے۔ مثلاً آپ نے لکھا

> کسی ایک شخص سے بیان لے کر کسی مرد مومن پر کفر کا حکم صادر کردینا [یلغار ص ٦]

یہ بدستور آپ کی طرف سے محتاج اثبات رہا۔

پھر میں کہتا ہوں آپ کی یہ دلیل آپ کے مدعا کا یقینی افادہ درکنار ظنی افادہ سے بھی برکنار ہے۔ کیونکہ وہ مجلس گوندیا متوفّٰی پر کوئی حکم قضا صادر کرنے کے لیے نہ تھی۔

خود قائل کو جواب میں یکم مئی ۱۹۹۹ء ، اور ۷/ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ ۲۲/جولائی

۱۹۹۹ء کی لکھی گئی دو تحریریں جن کے بارے میں حضرت ذی علم نے اپنے مکتوب میں لکھا

یہ خلاصہ ہے ان تحریروں کا جو استاد کے حکم پر ان کے شاگرد نے لکھی ہیں اور ان کے زبانی و تحریری اعتراف کے بموجب سب استاد جناب نے دیکھی ہیں

اُنہی تحریروں میں قائل کو لکھا گیا کہ

__" یہ آپ کا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے کہ وہ محفل کسی کو متعین کرکے حکم کفر لگانے کے لیے تھی __ آپ نے اس مجلس کو حضور مفتی صاحب قبلہ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْقُدْسِيَّة کی شرعی عدالت قرار دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے یا نری جہالت اس لیے کہ قاضی کے منصب کی کوئی صورت نہ تھی نہ حکم بننے کی رضامندی "__

تو مدعی و مدعا علیہ و فیصلہ کے اطلاقات اس پر مبتنی نہیں کہ وہاں متوفّٰی پر حکم قضا یا حکم محکّم کا وقوع ہوا۔ بلکہ حاضرین مصلین جنازہ میں سے متوفّٰی جس کے علم میں بہ اعتراف خویش جیسا تھا اس کے مطابق اُس پر بیان حکم حضرت عَلَيْهِ الرَّحْمَة نے چاہا تو بعد اقرار متوفّٰی کے خلاف شہادت کی کیا احتیاج؟

اور اب قضا قائل و دیگر مصلینِ جنازہ کے حق میں بھی قضائے حقیقی نہ رہی ، اس لیے کہ

__" ان الاقرار حجة ملزمة بنفسه من دون حاجة الى قضاء القاضى ، ولذا يصح فى غير مجلس القضا ، ونصوا ان القضا ء على المقر قضاء مجازًا "__

[فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص۴۷۶]

اب آپ ہی بتائیں کہ آپ نے جو لکھا

متوفی کے کفر پر شہادت شرعیہ تھی تو شہادت شرعیہ قائم کیوں نہ کی گئی [یلغار ص ۱۳]

یہ گویا مجلس کے متقاضیات سے خارج ایک بات کا مطالبہ ہوا یا نہیں؟

رہا قولِ قائل کہ

مجھے نماز جنازہ پڑھا دینے کے بعد متوفّٰی کے کفر کا علم ہوا

اس کے وجہِ رد میں آپ کی جانب سے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کا یہ بیان کہ

__" قائل نماز جنازہ پڑھانے سے قبل متوفی کے کفریات سے باخبر تھا "__

پیش کرنا اور اس میں اور حکایت قولِ قائل میں تناقض کا قائل ہونا اور یوں قولِ قائل پر سماع شہادت سے انکار کرنا تو اس پر کلام آگے [ص ۱۳ پر] آ رہا ہے۔

●

قائل نے اعتراف ازخود کیا یا کسی کے کہنے پر؟ کہنے والا کون تھا اگر مفتی صاحب تھے تو انھوں نے اس بناء پر قائل سے وہ کچھ کہا جس کی بناء پر اس نے اعتراف کیا [یلغار ص ۱۱]

اولاً:۔ یہ "اس بناء پر" کس بناء پر؟...... اگر وہی مدعائے خصوص ہے تو وہ غیر مسلَّم و ناثابت ، جیسا کہ گذر چکا۔

ثانیاً:۔ اس صورت میں الفاظ یہ ہوتے؟ کہ "بعد میں علم ہوا" یا یہ؟ کہ ...... اب مجھے علم ہوا اب میں جان رہا ہوں۔

ثــالثـا:۔ ہر شفیق محسن مربی اپنے ماتحت کو اور مخلص احباب اپنے اصحاب کو الزام پر

زجروتنبیہ یا نصیحت وفہمائش تفہیم وگذارش کرتے ہیں اس پر اگروہ اعتراف جرم کرلے تو کیا وہ اُس مربی وناصح کے سر بندھتا ہے؟

یہیں نا دیکھ لیجئے حضرت عَلَیۡهِ الرَّحۡمَة کی نسبت آپ کا زعم ہے کہ

تفہیم بسیار کرائی گئی [یلغار ص۲۲] ، بھرپور فہمائش کی گئی [یلغار ص۹]

اگروہ آپ کی جانب کی بقول آپ کے .... فہمائش بسیار .... [یلغار ص۹ ، ۱۵] تسلیم کرلیتے تو اسے آپ کس نظر سے دیکھتے؟

کیا یہی کہتے؟ کہ یہ اُن کی طرف سے اعتراف نہیں ہے؟ ہمارے اصرار پر اُنھوں نے تسلیم کہہ دیا ہے؟

اور اگر آپ کو یہ ادعاء ہے کہ قائل نے وہ اعتراف حضرت عَلَیۡهِ الرَّحۡمَه کی طرف سے اصرار بہ حدا کراہ کے سبب کیا تو آپ درکنار قائل خود اگر کہتا تو بھی ہرگز یوں مسموع نہیں ہوتا ، اُس سے اس پر گواہ طلب کیے جاتے ، اگر گواہانِ شرعی سے ثبوت دے دیتا تو مانا جاتا۔ جیسا کہ اپنا اقرار بادعائے ضرورت بروجہ غلط بتانے پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے یہی حکم ارشاد فرمایا کہ

____ " شوہر ہندہ نے کل متروکہ اپنے پسر کے نام جانب ہندہ سے ہبہ بتایا اور اسی پر کار روائی کی۔ وہ شرعًا اپنے اقرار پر مواخذ ہے اور اس کا دعویٰ کہ اس وقت اپنی چہارم بچانے کے لیے ایسا مصلحۃً محض غلط کہہ دیا تھا ہرگز یوں مسموع نہیں ____ کوئی مقر صرف اپنے اقرار سے پھر کر نفع نہیں پاسکتا ____ اگر مہر ہندہ واقعی معاف ہوگیا اور اس کے بھائی اسے ناحق دباتے تھے اور اس کے پاس کوئی ذریعہ

تحفظ سوا اس اقرار کے نہ تھا جسے اب وہ غلط بر بنائے مصلحت بتاتا ہے تو اولاً اس سے گواہ مانگے جائیں گے اگر گواہانِ شرعی سے ثبوت دیدے کہ یہ اقرار محض کاذب وفرضی تھا **فبھا** ”ــــ مختصرًا [فتاویٰ ج ۷ ص ۳۹۶]

یہاں جب اُسے اعتراف اعتراف نہیں تو وہ اصرار تا حد اکراہ کا دعویٰ کیسے کرے گا؟ جس سے کہ نوبت اصرار بہ حد اکراہ کو گواہانِ شرعی سے ثابت کرنے کی آئے۔ اور اعتراف ہے ثابت بالشہود ، تو وہ اپنے اعتراف پر اگر اعتراف قابل مواخذہ ہے تو مواخذ ٹھہرے گا اور اُس کا انکار مسموع نہ ہوگا۔

اور اگر اعتراف ثابت بالشہود نہیں اور قائل بحلف انکار کردے تو اس سے غایت درجہ یہ ہوگا کہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے جو اس اعتراف کی بناء پر قائل کو اولًا حکم توبہ دیا ، اور بعــــد میں مسلمان کہنے پر .... اپنے اقرار کردہ مبتلائے کفریات کو مسلمان کہنا ٹھہرا کر .... الزام کفر دیا اس کی اصابت پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے گی ، **یعنی عدم ثبوت ہوگا** ، اور قاضی یا حکم قائل کو بری لکھ دے گا۔

مگر اس حکم حکم یا قضائے قاضی سے **یہ ہوس** کہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر کوئی **سخت حکم** آئے تو ہنوز دلی دور است **یہ ہرگز ہو سکتی بات نہیں**۔ کہ یہ **ثبــوتِ عدم** ہے ، اور **عدم ثبوت ثبوتِ عدم** نہیں۔

نظر انصاف اور دیدۂ عبرت سے امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہُ کا وہ ارشاد دیکھو جس کا بعض ذیل انتصار ص۹ میں تھا۔ فرماتے ہیں

ــــ” **جہاں کامل شرعی عدالتیں تھیں وہاں بھی باآنکہ قاضی شرع**

جس کے خلاف حکم فرمادے اُسے فقہاء دفع تناقض کے لیے صار مکذبًا شرعًا لکھتے ہیں مگر کسی مدعی یا مدعاعلیہ کو **صرف اس بناء پر کاذب وفاسق و مرتکب کبیرہ نہیں کہہ سکتے۔** کہ حکمِ حاکم بنظرِ ظاہر ہوتا ہے ۔ اس سے واقع میں کذب لازم نہیں آتا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں

انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما اقطع قطعۃ من النار رواہ الشیخان عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

[صاف ارشاد فرمایا کہ ایک اگر اپنی چرب زبانی کے باعث حجت میں بازی لے جائے اور ہم اسے ڈگری دے دیں اور واقع میں اس کا حق نہ ہو تو ہمارا ڈگری فرمانا اسے مفید نہ ہوگا وہ مال نہیں اس کے حق میں جہنم کی آگ کا گڑھا ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۱۱]

علاوہ بریں بعض وقت آدمی کسی شبہ یا سہو یا جہل کے باعث اپنے آپ کو حق پر جان کر دعوی یا جواب دہی کرتا ہے۔ تو بات واقع میں اگرچہ خلاف ہے مگر اُس نے قصدِ کذب نہ کیا حکمِ فسق اُس پر نہ ہوا۔

ومثل ذلک کثیر فی خصومات الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بل ھو المعتین فیھم "__	خصوماتِ صحابہ زیادہ تر ایسے ہی عذروں سے رونما ہوئیں ، بلکہ اُن پاک نفوس کے مابین طے ہے کہ ایسے ہی عذروں سے خصومت ہوئی

[فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۹۲]

حضرت ! آپ کا یہ خیر خواہ عرض گذار ہے کہ این و آں کے لحاظ سے

ہٹ کر بہت غور اور بہت سنجیدگی سے اسے ملاحظہ کیجئے۔ یہی وہ **نقطہ** ہے جس سے **غفلت** آپ کو اور آپ کی جانب کو عدم ثبوت پر گمان ثبوت عدم کی طرف لے گئی اور اسے اذہان پر مسلط کرکے قدم قدم پر باعث لغزش نظر ہوئی۔

نیز یہاں سے متعلق کلام بَحر و دُر و بَہار ص۳۱ پر آرہا ہے۔

●

آگے آپ لکھتے ہیں

> اور اگر قائل نے اعتراف کسی اور کے کہنے سے کیا۔ تو یہ کیسے معقول ہے؟ کہ قائل کسی ایک کی خبر پر متوفّٰی کے کفر کا اعتراف کرے [یلغار ص۱۱]

اور یہ معقول ہے؟ کہ ایک متدین مفتی جس نے اپنی زندگی دشمنانِ دین کی سرکوبی اور اسلام و مسلمین کی خدمت کے لیے وقف کی ہے وہ محض شخص واحد کے بیان پر متوفّٰی کو کافر کہہ دے؟

رہا حکم توبہ دہی کو اس پر دلیل ٹھہرانا تو اس پر کلام [ص۵ پر] گذرا۔

پھر انصافاً بتایئے اگر ایک حاضر مجلس کے بیان پر الزام کفر بہ ذمۂ متوفّٰی کو جاننے کا قول قائل کی نسبت حکایت کیا جاتا تو اس کی تعبیر یونہی ہوتی؟ کہ ''بعد میں مجھے علم ہوا'' یا یوں ہوتی؟ کہ ''اب جان رہا ہوں'' یا ''اب میں نے جانا''

اب بتایئے آگے اسی شق پر آپ نے حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کے اوپر الزام کی جو چنائی چنی وہ آپ کی اپنی فہم کے مزعومہ اور وہم کے تراشیدہ سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے؟

قائل کے نزدیک متوفّٰی کا کافر ہونا محقق ہوتا تو وہ
مفتی صاحب سے ثبوت کیوں مانگتا [یلغار ص ۱۳]

کیا یہ شرعًا ایسی چیز ہے؟ کہ قولِ قائل پر شہادت کو ناقابلِ سماعت اور شاہدین کو رد کردے؟.......... امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ تو فرماتے ہیں

——" صریح شہادتوں کے خلاف قرائن پر حکم ناممکن۔ علماء فرماتے ہیں

ان البینة کاسمها مبینة والثابت بالشهادة کالثابت بالمشاهدة

آدمی جس طرح آنکھوں دیکھی بات کو محض اس بنا پر رد نہیں کرسکتا کہ قرینہ اس کے خلاف ہے یونہی ثابت بالشھادۃ کو۔

قرائن سے غایت درجہ اگر ہوگا تو یہ کہ بیانِ شہود میں ریب و تہمت پیدا ہو اور محررِ مذہب سیدنا امام محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کتاب الاصل میں تحریر فرماتے ہیں کہ ریب و تہمت کے سبب گواہیاں رد نہیں ہوسکتیں فی الهندیة عن المحیط عن الاصل : القاضی وان کان یتهمهم فالشهادة لا ترد بمجرد التهمة "——

[فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۴۱۴]

اب اپنے تناقض و تضاد کی طرف چلئے

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کی جواب دعویٰ کی تحریر محررہ ۲۰/ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ میں جو ہے کہ

____" نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے وہ ......[قائل]...... اس ......[متوفی]...... کے کفریات سے باخبر تھا "____

اسے مبنائے بالا سے مناقض گمان کر کے حضرت ذی علم نے اعتراض کیا کہ

یہ تضاد بیانی ہے [مکتوب حضرت ذی علم]

اور آپ نے بھی لکھا کہ

پہلے اس تناقض کا جواب دیا جائے کہ ایک طرف مفتی صاحب قائل کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا " نماز جنازہ پڑھاتے وقت مجھ کو اس کے کفر کا علم نہ تھا۔ بعد میں ہوا"۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں " کہ وہ نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے اس [متوفی] کے کفریات سے باخبر تھا [یلغار ص۱۲] یہی تناقض ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ [یلغار ص۱۶]

نقد و نظر:۔ اول میں نافی قبل کون ہے؟......... اور ثانی میں مثبت بعد کون؟.........

علم قبل کی نفی کس نے کی ؟......... اور قبل ہی سے باخبری کس نے بتائی ؟.........

جنہوں نے باخبری بتائی اُنہوں نے علم قبل کی نفی نہیں بتائی بلکہ جس نے اپنی نسبت یہ نفی بتائی اُس کا قول نقل کر دیا ، تو تناقض و تضاد حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة

کے قول میں کب ہوا؟ تو ثانی کے ثبوت وعدم ثبوت کا ثبوت اول پر کیا اثر؟ کہ یہ اول کو ناقابل اثبات یا لائق کالعدم کردنی ٹھہرادے؟ پہلے سے باخبری اُنہوں نے ثابت کی ہو یا نہ کی ہو بہرحال وہ اعتراف من جانب قائل اگر گواہوں سے ثابت ہے تو کیوں نہیں مانا جائے گا اور کیوں نہیں اُس پر گواہ سنے جائیں گے؟

رہ گئی یہ بات کہ — ثانی یعنی .... پہلے سے باخبری .... اگر گواہوں سے ثابت ہو تو قائل اپنے اعتراف میں کہ .... پہلے مجھے علم نہ تھا .... جھوٹا ٹھہرے گا۔

تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ دونوں کے دو محمل ممکن ہیں خبر مورث ظن یا شک و وہم پہلے سے تھی علم یعنی یقین معتبر فقہی یا کلامی بعد میں ہوا۔ تو تناقض من جانب حضرت [عَلَیْهِ الرَّحْمَة] تو بالائے طاق تناقض من جانب قائل کی بھی راہ مسدود ہے۔

تو یہاں تناقض گمان کرکے اسے قول قائل کے ثبوت کی راہ میں مخل جاننا اور اس مظنون و مزعوم تناقض کو اعتراف قائل کے عدم ثبوت کی وجہ ماننا حلیۂ صحت سے عاری ہے۔

●

رہا یہ کہ یہ ثانی اُنہوں نے کہا اور ثبوت نہ دیا؟

تو اس سے کیا ہوا؟...... یہ ثانی جب اپنے اول سے بے علاقہ ہے تو اس کا عدم اثبات ثبوت اول کو کیا مضر؟ جس پر یہاں اُنہوں نے حکم توبہ دیا اور بعد میں متوفّٰی کو مسلمان ٹھہرانے پر اُسی اقرار سے .... ایک کافر کو مسلمان ٹھہرانا .... مان کر حکم کفر دیا۔ تو اُن کے کسی حکم کو ثانی پر توقف کیا رہا؟ کہ اس کے عدم اثبات سے

دربارۂ حکم اُن کی طرف سے صراحۃً اختراع عناد یا تعیین جزاف ثابت ہوکر موجب جزم بر حکم یا الزام سخت ہوجائے؟

حاشا کہاں یہ **عدم اثبات** اور کہاں وہ صراحۃً **عدم کا اثبات**۔ **بینھما بون بعید**۔ توقف ہوتا تو بھی بصورت حلف قائل عدم ثبوت ہوتا اور وہ **ثبوتِ عدم** نہیں۔ ص۹ کا کلام پھر دیکھ لیجئے۔ پھر ص۳۱ کا۔

حضرت ! آپ نے اول کو بر بنائے مزعومات و موہومات خویش چھوڑا ، اوراس ثانی پر حضرت کے حکم توبہ کا مدار ٹھہرانے کی کوشش کی ، اوراس کے عدم اثبات سے اختراع عناد و تعیین جزاف ثابت کرنے میں سعی کی۔ چنانچہ آپ نے لکھا

> مفتی غلام محمد خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ......[قائل]...... سے جس نے ......[متوفی]...... کی نماز جنازہ پڑھائی کس لیے توبہ کرائی؟ حالانکہ قائل نے متوفّٰی کو سنی مسلمان جانتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور متوفّٰی پر جو الزام تھا قائل کو نہ اس کی خبر تھی نہ کسی نے اس کے حال سے آگاہ کیا۔ اس سوال کا مفتی غلام محمد خاں کوئی جواب نہ دے سکے بار بار پوچھنے پر یہی دہراتے تھے۔ کہ ......[قائل]..... کو پہلے سے خبر تھی۔ مگر اس دعوے کا کوئی ثبوت نہ دے سکے [یلغار ص۱۰]

اولاً :۔ حضرت ذرا یہ تو دیکھئے کہ اس سعی میں آپ کیسی ٹھوکر کھا رہے ہیں ، اور خود آپ کا ایک کلام آپ ہی کے دوسرے کلام پر کیسی یلغار کر رہا ہے۔ یہاں آپ حصر کر رہے ہیں کہ .... یہی دہراتے تھے ....

اور تین صفحہ بعد اپنے اس حصر کے برخلاف اسی سوال پر اُن کا ایک اور جواب نقل وحکایت کرتے ہیں کہ

> جب ان سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ نے عدم علم کے باوجود نماز جنازہ پڑھانے پر توبہ کا حکم کیوں دیا؟ اس پر انہوں نے یہ کہا کہ میری نظر میں ایک جزئیہ تھا وبس۔ اور اس پر ''للذین یعملون السوء بجھالة الآیة'' ذکر کی۔ [یلغار ص۱۴]

تو آپ کا حصر صحیح ہے اور آگے ص۱۴ کی آپ کی نقل وحکایت غلط؟ یا آپ کا حصر غلط ہے اور دو جواب کی نقل وحکایت صحیح ہے؟ یا حصر اور نقل وحکایت اولیٰ دونوں غلط اور فقط ثانیہ صحیح ہے؟

قول کی حکایت جس میں قائل کی طرف سے اپنا بیان حال ہے اور حالِ قائل کی حکایت جس میں حاکی کی طرف سے بیانِ حال قائل ہے ان دونوں کو تو آپ حضرات نے بزعم خویش حاکی کی طرف سے تناقض ٹھہرا دیا۔

مگر یہاں کہ خود آپ ہی جواب حضرت کے دونوں جگہ حاکی ہیں اپنی حکایت میں تناقض وتضاد فہم میں نہ آیا؟ کاش ! اسی سے آپ اپنے مسلمان بھائی کے حق میں بھی خطاء فی الفہم کا کچھ اندازہ کرتے۔

ثانیًا :۔ اس سعی میں آپ نے اپنے پیش جانب .... پہلے سے باخبری .... کا ثبوت نہ دینے سے یہ اخذ کیا کہ .... ثبوت نہ دے سکے .... اور

اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ .... پہلے سے باخبری .... نری بے سروپا بات ہے[ف] تو قائل کو حکم توبہ کی وہ بنیاد نہیں بن سکتی لہذا قائل کو حکم توبہ بر بنائے تعیین جزاف ہوا۔ اور توبہ پر بفہم حضرت ذی علم الزام کفر کا مدار[ف] تو وہ بھی بر بنائے تعیین جزاف ہوا۔

حضرت ! یہ .... پہلے سے باخبری .... ہر چند کہ مدار حکم توبہ و الزام کفر نہیں ، مـــعهـــذا نری بے سروپا بھی نہیں کہ حضرت ذی علم خود مکتوب حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة سے ناقل

___" خصوصی جھگڑا نماز جنازہ پڑھا دینے سے پہلے ہی .... [متوفی]......... پر الزام کفریات سے خبر دار ہونا تھا "___

تو ظاہرا کم از کم اُنہیں خبر خبر پہنچی وہی اُنہوں نے نقل کی۔ لہذا **بالفرض** یہی خبر مدار حکم تھی تو آپ کے پیش جانب اس کا ثبوت نہ دینے سے اس پر کیسے جزم ہو جائے گا؟ کہ اُنہیں پہنچی ہی نہیں اور حکم توبہ اُنہوں نے یونہی جزافاً دے دیا؟

اور اسی **ظاہرا** سے واضح کہ وہ جو آپ نے ص۱۸ پر لکھا کہ

> جب ان سے سوال ہوا کہ آپ نے مصلی نماز جنازہ پر توبہ کا حکم کیوں دیا؟ حالانکہ وہ بے خبر تھا۔ اس پر پہلے تو یہ کہا کہ میری

ف یعنی ثبوت عدم ۔ حالانکہ وہ غایت درجہ مرتبۂ عدم ثبوت میں ہوگی۔ ص۹،۳۱ ملاحظہ کر لیجئے

ف جیسا کہ ان کے مکتوب ۱۲/ ۴/ ۲۰۰۱ء میں ہے کہ

> استاد نے اس توبہ کو .....[متوفّٰی].....کے کفر کا اقرار پھر .....[قائل]..... کے کفر کی وجہ قرار دے دیا

نظر میں یہ جزئیہ تھا۔ جب اس پر ان سے پھر کہا گیا کہ تب تو آپ کا حکم دینا غلط ہوا تو اس الزام سے یوں فرار اختیار کیا کہ وہ پہلے سے باخبر تھا۔ [یلغار ص۱۸]

یہ ''فرار'' آپ کی فہم آپ کے زعم یا آپ کے وہم کا فرار ہے۔

علاوہ ازیں یہاں ص۳۱ کا کلام دیکھ لیجئے۔

رہا یہ کہ وقت حکم اس .... پہلے سے باخبری .... پر **بناء** اس لیے **نہ کی کہ** .... **وہ خبر تھی** .... تو یہ ہم نہیں کہتے خود اُن کے کلام میں ہے چنانچہ حضرت ذی علم اپنے مکتوب میں حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کی نسبت لکھتے ہیں کہ

ہم کو ہماری بات یاد دلا رہے ہیں کہ میں نے جدہ کی نشست میں قائل کے اقبال جرم کا ذکر کیا تو آپ نے یہی کہا تھا کہ وہ خبر بھی ہوسکتی ہے۔ ناگپور کی پہلی مجلس میں علامہ .... نے بھی یہ کہا تھا کہ خبر کی وجہ سے کفر کا حکم نہ ہوگا

تو جو **جواب** حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے زبانی وتحریری بیان میں موجود ہونا حضرت ذی علم کو تسلیم آپ نے اُسے بے محابا کہہ دیا

یہ مفروضہ اور محتمل ہے [یلغار ص ۱۳]

اب خود انصاف کر لیجئے کہ مفروضہ کدھر ہے؟........

پھر آپ نے لکھا

اس مجلس میں مفتی صاحب نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہ دیا [یلغار ص۱۳]

دعوائے مفروضہ کے بعد یہ .... اس مجلس میں .... کا حجاب چہ معنی؟

کیا مفروضہ کے یہی معنی ہیں؟ کہ یہ **جواب** اُس مجلس میں حضرت نے نہیں دیا اگرچہ کسی اور مجلس میں دیا ہو؟......... عدم ثبوت کو کہتے ہیں کہ ثبوت عدم نہیں۔ مگر آپ کے یہاں یہ ہے کہ **بالجملہ** عدم ثبوت استغراقًا ثبوت عدم ہے۔

ہاں آپ نے اسے مفروضہ و خلاف واقع کے ساتھ محتمل بھی کہا۔ کیا دونوں ایک ہیں؟ محتمل کا مآل عدم علم ہے؟ یا علم عدم؟

حضرت ! تحریراتِ طرفین گفتگوئے مجلس بےاطمینانی کے ماحول میں بتاتی ہیں۔ ہر دو جانب ایک دوسرے سے شاکی ہیں جیسا کہ مولانا سید محمد حسینی صاحب کے مکتوب بنام حضرت ذی علم محررہ ۱۸/ ۶/ ۲۰۰۱ء میں ہے اور اسی کے آخر میں انہوں نے یہاں تک لکھا ہے

____" ہم ابھی بھی حضور سے اسی کی امید رکھتے ہیں کہ صرف نفس مسئلہ خوشگوار ماحول میں مل بیٹھ کر حل فرمالیں گے "____

ایسے میں بروقت کسی بات کا ذہن سے اتر جانا یا جو کچھ حاضر ذہن ہے اس کے پیش کرنے میں اندیشۂ رد و عدم قبول مانع آجانا کچھ بعید نہیں۔ تو اختراع عناد یا تعیین جزاف کے ادعاء کی راہ مسدود ہے۔

آپ طالب حق ہیں تو اسے یاد رکھئے آئندہ آپ کے ایسے اعتراضات پر ہم اسے دہرائیں گے نہیں فہم طالب و دیانت معترض پر چھوڑ دیں گے۔

اب بتایئے مبنائے حکم توبہ پر آپ کی جانب کا کیا اعتراض باقی رہا؟ اور جو دعاوی آپ کی جانب سے کیئے گیئے اُن میں کون کلام سے بچا؟

کلام دربارۂ حکم توبہ

حضرت مصنف علام مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ نَفَعَنَا بِبَرَکَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ نے ذیلِ انتصار میں حضور مفتی اعظم مہاراشٹر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے **حکم توبہ** کو **محمل حسن** پر محمول کیا اس پر آپ لکھتے ہیں

> مفتی صاحب کی رحلت کے سالہا سال کے بعد ان کی طرف سے زبردستی کی یہ وکالت مفتی صاحب کو کیا مفید؟ [یلغار ص ۱۴]

انتصار اور ذیلِ انتصار کو سمجھئے کسی کی بات بنانا حضرت مصنف کا مقصود نہیں ہم خون و علائق کی حمیت سے مجتنب اور حمایتِ حق و صواب و پاسِ شرع پر ملتفت رہنا چاہتے ہیں وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَیْہِ الْمُشْتَکیٰ۔

میں ہوں یا آپ یا کوئی اور کسی کو بھی نفع اپنی حسن نیت کا پہنچتا ہے ہم شق قلوب اور تطلع علی مکامن الغیوب پر مامور نہیں اور حسن ظن سے وراء اقدام کا ہمیں یارا نہیں۔ حمد ہے میرے رب کو تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ کہ اُس نے ہر دو طرف اس کے لحاظ کی توفیق دی اور اُس کے حبیب مہِ اصطفاء اور اُن کے آل واصحاب وسائر ذی انتما پر صلوٰۃ وسلام۔

اپنے امام رہنمائے دارالسلام کا ارشاد ہمارے سامنے ہے کہ

—"مسلمان کے اقوال افعال کو مھما امکن محملِ حسن پر اتارنا واجب ، کما نطقت بہ الآیات والاحادیث"— [فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۴۹]

آگے آپ لکھتے ہیں

وہ عباراتِ فتاویٰ رضویہ اور تفسیر خازن کی وہ عبارت جس
سے انھیں مفروضہ اشتباہ ہوا۔ ....[حضرات ذی علم] ....
کی مجلس میں پیش نہ کی [یلغار ص۱۴]

کیسی بات کرتے ہیں آپ ! مجلس تو ۱۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء میں ہوئی اس مجلس کے ڈیڑھ سال قبل ہی فتوائے بریلی کے جواب مورخہ ۲۲/ ۷/ ۱۹۹۹ء میں حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة لکھوا چکے تھے

___وہ قرآن حکیم کا حکم ملاحظہ فرمایئے

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ	وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے
لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ	اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ	وہ اُنھیں کی ہے جو نادانی سے
قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ	برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں
اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ	توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی
اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا	رحمت سے رجوع کرتا ہے اور
[پ۴ ع۱۴ آیت ۱۷]	اللہ علم وحکمت والا ہے

خازن میں بِجَهَالَةٍ کے تحت فرمایا گیا

قال قتادة اجمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على ان كل شىء عصى الله به فهو جهالة عمدًا كان او غيره

یعنی تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی اللہ کی معصیت عمدًا

کرے یا بغیر جانے بوجھے ہوئے ہر دو حالت میں توبہ ہے۔
اگر بریلی شریف کے ان دونوں مفتی صاحبان کے نزدیک
اس گوندیا کے واقعہ میں کوئی تخصیص ہے کہ توبہ کرانا غلط تھا تو
اس کی وضاحت کریں تاکہ ہم بھی ہدایت کو اختیار کریں "___

خیال رکھئے ! اس میں اُن کی طرف سے گذارشِ تفہیم و ایضاح بھی ہے۔

●

آگے آپ نے لکھا

اس پر اُن سے کہا گیا جب تو آپ کا حکم دینا غلط ہوا اس آیت کا یہ مطلب نہیں۔ جواباً کہا غلط ہی سہی کیا اس جواب سے ان کا غلطی پر اصرار روشن نہیں [یلغار ص ۱۴]

اولًا :۔ یہی آپ کی جانب کی تفہیم ہے؟ اسی پر آسمان سروں پر اٹھائے گئے ہیں کہ "بار بار سمجھایا گیا"

۱۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء کو ناگپور کی مجلس قضا منعقد ہوئی۔ ۲۶/ ۹/ ۲۰۰۱ء کو حضرت ذی علم اور حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے مابین ایک نشست میں تفصیلی بات چیت ہوئی اور یہ طے ہوا کہ ابھی مزید دوسری مجلس کی ضرورت ہے

یہ اور دیگر مکالمہ و مراسلت کے بعد ۲۸/ ۱۱/ ۲۰۰۱ء کو حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة حضرت ذی علم کے یہاں کے دو اہلِ علم کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں

"_______ علامہ ......[ذی علم]...... ناگپور کی نشست میں توبہ کرانے کو

ناجائز و حرام بتا گئے ہیں ہم نے حرام سنتے ہی فوراً توبہ کی اور یہ شرط لگادی کہ حرمت کا شرعًا ثابت ہونا ضروری ہے آج تک نہ کوئی ثبوت نہ کوئی جواب موصول ہوا شاید مصروفیت نے اس طرف توجہ کا موقع نہ دیا ہو آپ حضرات ہی ان کی طرف سے جواب دے کر مطمئن کریں "___

حضرت ! کچھ تو اندازہ کیجئے کہ آپ کی جانب کی تفہیم کتنی متین اور اطمینان بخش رہی ہوگی کہ مجلس گوندیا کو دوڈھائی سال کا عرصہ بیت گیا کئی مکالمہ و مراسلت و مجلس و نشست ہوچکی اور پھر وہ مطالبۂ ثبوت کررہے اور جانب دیگر سے سکوت بتارہے ہیں۔

حضرت ! بلند بانگ دعاوی اور پرہیبت الزامات کی بھرمار آپ نے کی وہ کشف و ایضاح جوان دعاوی و الزامات کی اولین بنیاد تھا اسے صفحۂ قرطاس پر لانے سے آپ کو کیا مانع ہوا؟ اس بھرمار کے لیے آپ کی زبان میں گویائی اور قلم میں جولانی آجاتی ہے۔ کشف و ایضاح کے نام پر زبان تھرا جاتی ہے قلم سرد پڑجاتا ہے اورصرف مجلس مجلس نشست نشست کی اوٹ میں آپ پناہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟...... بہ مشکل تمام اتنا کہتے ہیں

> اس پر ان سے کہا گیا جب تو آپ کا حکم دینا غلط ہوا۔ آیت کا یہ مطلب نہیں [یلغارص۱۴] یہ جزئیہ قائل کی حالت پر کب منطبق ہے اوراس میں یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ علم ہو یا نہ ہو بہرحال نماز جنازہ پڑھادینا عمل سوء اور حرام ہے[مکتوب حضرت ذی علم]

یہی تفہیم ہے؟ یہی آپ کی جانب کا کشف و ایضاح ہے؟ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا نام لیتے ہو مسلک اعلیحضرت کا دم بھرتے ہو کچھ تو اس کی لاج رکھو۔

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے غایت درجہ اگر ہوگی تو خطاء فی الفہم۔ لیکن **تمہارے زعم** میں اگر لغزشِ فاحش ہے تو بھی وہ غلطی دیکھو جسے **امام اہلسنّت** نے .... نظر بحال زمانہ خطاء .... اور .... نظر بواقع لغزشِ فاحش .... فرمایا [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۹] کیا **وہاں امام نے یونہی کشف کیا** اور **یونہی تفہیم کی ہے**؟ کہ

عبارت و شعر شرح وقایہ کا یہ مطلب نہیں اور اس میں یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ کہ اولاد رضیع و اولاد مرضعہ کے مابین نکاح جائز ہے؟ اولاد رضیع و اولاد مرضعہ کے مابین جواز نکاح پر یہ جزئیہ کب منطبق ہے؟

وہ غلطی کیا تھی؟ معاذ اللہ **حرام قطعی کی** تحلیل۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ص ۴۸۹]

جس کی حرمت پر **اجماع ہے**۔ چنانچہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے انتیس نصوص پیش کرنے کے بعد فرمایا

"ان تمام نصوص جلیلہ میں **بالاتفاق بلاخلاف** صاف صاف واشگاف تصریحیں فرمائیں کہ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھانجی بھتیجی نسبی کی طرح **حرام قطعی** ہیں اور شک نہیں کہ اخوت رشتۂ متکررہ ہے کہ دونوں طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے جس طرح مرضعہ کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا۔ واجب کہ یونہی رضیع پسرِ مرضعہ کا بھائی ہو۔ یہ محال ہے کہ زید تو عمرو کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو۔

اور جب رضیع اولادِ مرضعہ کا یقیناً اجماعًا بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچہ کو بھی متصور نہیں ، اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرمارہے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہوسکتی ہے **یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے**۔ ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔ اور رضیع اور پسرِ مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں ، تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر **حرام قطعی** ہے "___

[فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ص ۴۹۶ ، ۴۹۷]

پھر وہ مسئلہ یعنی حرمتِ نکاح مابین اولاد رضیع و اولاد مرضعہ کوئی خفی اور دقیق و پیچیدہ مسئلہ نہ تھا بلکہ روشن۔ کہ فرمایا

___" الحمد لِلّٰہ اس **روشن مسئلہ** کا روشن تر کرنا بروجہِ اتم حاصل ہوگیا "___

[فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ص ۵۰۲]

تو کیا امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہُ نے وہاں محض ویسے ہی کلمات مشحون بہ سخت و شدید الزامات اس غلطی کے مبتلی پر فرمائے ہیں؟ کہ

> یہ کون سا دقیق مسئلہ تھا؟ کیا ایسا شخص جو اتنی صاف بات میں محلِ اجماع سے غافل بنے پورا عالم ہے؟ مسئلہ ایسا واضح و روشن کہ عام مفتی کی نظر بھی نہ چوکے

جیسا کہ آپ نے یلغار میں متفرق صفحات [۱۶ ، ۲۰ ، ۲۲] پر حضرت عَلَیْہِ الرَّحمَۃ کے

لیے کہا ہے

نہیں میرے بھائی ! **تیس نصوص** پیش فرمائے ہیں **امام** نے خصوصًا اپنے بعض سنی حضرات علماء کے لیے۔ عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الۡمِنۡعَامِ وَ نَفَعَنَا بِبَرَکَاتِہٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡآخِرَۃ ۔ اور ایک ایک بات کو ہجے کر کے پڑھایا ہے [مترجم ج ۱۱ ص ۵۰۲] اور پھر وہ بھی پہلی بار نہیں دوبارہ نہیں بلکہ سہ بارہ خاص بخاطر بعض سنی حضرات علماء۔ [دیکھو مترجم ج ۱۱ ص ۴۹۰]

آپ کے تیور یہ ہیں کہ

کہہ دیا حکم دینا غلط ہوا آیتِ کریمہ کا یہ مطلب نہیں جزئیہ

قائل پر منطبق نہیں علم ہو یا نہ ہو اس کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں

تو مانتے کیوں نہیں رجوع کیوں نہیں لاتے توبہ کیوں نہیں کرتے

میرے بھائی ! مسلک اعلحضرت صرف زبان پر نہیں ہے بلکہ دل کی گہرائیوں میں اس سے محبت ہے تو اپنی جانب کی تفہیم کو تفہیم امام کے آئینے میں دیکھو اور انصاف سے بتاؤ کہ اس تفہیم میں کتنا کچھ آپ نے اتباع امام کا التزام کیا .... اور پھر تیور وہ ہیں۔

ثانیًا :۔ اُنہوں نے کہہ دیا

—— " غلط ہی سہی " ——

بس آپ سمجھ لیے کہ غلطی اگر اُن سے تھی تو سمجھ میں آگئی اور کچھ نہ دیکھا کہ **جب** اُنہیں آپ کے معتمدین پر اعتماد و اطمینان نہیں رہا **جیسا** کہ حضرت ذی علم خود اپنے مکتوب مورخہ ۱۲/ ۴/ ۲۰۰۱ء میں بیان کرتے ہیں کہ

حمایت بے جا کے ملزم ہمیں لوگ ٹھہرے جیسا کہ علامہ .... صاحب نے وہیں محسوس کرلیا تھا اوراب تو استاد نے صراحت کردی ہے اوراس طرح حکم کو صاف نامنظور کردیا ہے

نیز مجلس قضا منعقدہ ۱۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء میں حضرات ذی علم کی طرف سے کچھ ایسی کارروائیوں کا ذکر ملتا ہے جن سے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے اعتماد و اطمینان کو اُسی وقت ٹھیس پہنچی تھی جیسا کہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے اپنے مکتوب بنام مولٰینا سید محمد حسینی صاحب محررہ ۱۰/ ربیع الاول شریف ۱۴۲۲ھ میں ہے۔ اُنہی کارروائیوں کے دوران حضرت نے حضرت ذی علم کو جواب میں یہ کہا تھا ......'' غلط ہی سہی ''...... اوراسی کے متعلق اپنے اُسی مکتوب میں لکھتے ہیں

____'' میرا منشا یہ تھا کہ (.....[قائل]...... سے توبہ کرانا) '' غلط ہی سہی '' تو کیا آپ (علامہ ......[ذی علم]......) کے نزدیک کفر کا اصل نزاع ختم ہوجائے گا ''____

اسی مکتوب میں حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے لکھا ہے

____'' علامہ ....[ذی علم]....... اپنے اسی خط کے اسی ص ۳ پر تحریر فرماتے ہیں __'' آگے استاد (غلام محمد خاں) لکھتے ہیں کہ ایک جزئیہ کی وجہ سے ......[قائل]....... سے توبہ کرائی۔ اس جزئیہ میں یہ تفصیل نہیں تھی یہ توبہ حرمت سے ہوسکتی ہے یا صرف استحباب سے الخ یہ تبدیل بیان ہے جو اس نشست میں ہوا ہی نہیں۔ بیٹھتے ہی عدم تحقیق کا اعتراف پھر میرے سوال پر غلط ہی سہی کہنا ''___

سید صاحب ! علامہ ....[ذی علم]....... شاید سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ بیان

فرمائیں [دوسرے] **آنکھ بند کر کے تسلیم کرلیں "**___ [مکتوب حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة]

تو اب بتائیے وہ **"غلط ہی سہی"** جو اپنی حد ذات میں قبول میں **صرف ظاہر** تھا کما فی المجلد السادس للفتاویٰ ص ۱۲۵ **اب یہاں ظاہر بھی رہا؟** یا کہ وہ **احتمال** کہ **"آپ کے نزدیک ایسا ہی سہی" راجح** ہو گیا؟

اب ذرا نظر انصاف سے اپنے اس دعوے کو دیکھئے کہ

> کیا "غلط ہی سہی" سے ان کا غلطی پر اصرار روشن نہیں [یلغار ص ۱۴]

کم از کم آپ نے اتنا تو سوچا ہوتا کہ **ظاہر افادۂ روشن نہیں کرسکتا**۔

●

اب آپ نے جو لکھا

> بلکہ یہ حکم موافق مذہب حق وصواب جس سے قضا متصل ہو چکی اور قاضی کا حکم نافذ ہو چکا اور جب حکم صحیح پر قضا نافذ ہو جائے تو وہ صالح نقض نہیں نہ کسی کے نقض سے منتقض ہو سکے [یلغار ص ۲۱]

اول تو اس میں **حکم صحیح** سے اگر **مراد** ہے .... لاعلمی کا عذر مقبول ہونا .... تو

اولًا :۔ اس کے اطلاق میں کلام ہے

ثانیًا :۔ حادثۂ دائرہ میں ...... نوعیتِ موضع کیا تھی؟.... اس کا پتہ نہ آپ کی جانب کی تحریروں میں ہے نہ آپ نے دیا۔ حالانکہ اسی سے کھلتا کہ آیا قضا حکم صحیح پر ہوئی ہے؟......... یا کہ اس حکم کا حادثۂ دائرہ پر انطباق ہی نہ تھا۔

اور اگر **مراد** ہے .... تکفیر مسلم سے عود کفر .... تو اس کے اطلاق میں بھی کلام ہے۔

ھھنا فی کلماتِ العلماء اطلاقًا فی موضع التقیید [فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۱]

اس کا بیان شافی ان شاء اللّٰہ تعالیٰ فتاوائے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ سے آئندہ [بر ص ۶۸] عرض کروں گا کہ وہ علی الاطلاق موجب کفر کیا موجب ضلالت بھی نہیں۔

پھر قضا سے کیا **مراد** ہے؟ اگر وہ جو حضرت ذی علم نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ

جواباً استاد نے فرمایا غلط ہی سہی تو خود ان کے اقرار سے ان کی غلطی ثابت ہوگئی اور اتنی بات کا خود ان کے اقرار سے فیصلہ ہوگیا [مکتوب حضرت ذی علم]

تو آپ سے نظر انصاف کی التماس ہے ، انصاف سے بتایئے کہ

جب حضرت عَلَیْـہِ الرَّحْمَة کے .... " غلط ہی سہی "........ فرمانے پر ہی وہ تمامیت ونفاذ قضا کا دارومدار تھا اور .... غلط ہی سہی .... قبول میں ظاہر بھی نہ رہا بلکہ یہاں بقرائن وہ احتمال کہ .... آپ کے نزدیک ایسا ہی سہی .... راجح ہوگیا تو قضا کہاں تمام ہوئی؟........ اورنوبت تا بہ نفاذ کیونکر پہنچی؟........

اور اگر آپ کی مراد وہ حکم وفیصلہ ہے جس کا تذکرہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے اپنے اسی مکتوب سابق میں کیا ہے کہ

"—— جناب علامہ .... نے کچھ کاغذات ہاتھ میں اٹھا کر فرمایا

کہ .....[قائل]..... پر سرے سے کفر ثابت ہی نہیں ہے "——

تو **اولًا** :۔ حضرت نے جو قائل پر الزام کفر دیا تھا اس سے .... حضراتِ ذی علم کی نظر میں حضرت پر کیا حکم یا الزام آیا؟........ اس کی اس فیصلہ میں کچھ تصریح نہیں ہے۔

اور تکفیر مسلم علی الاطلاق [جیسا کہ ص ٦٨ پر آرہاہے] موجب کفر کیا موجب ضلالت بھی نہیں کہ فیصلۂ مذکورہ سے ایک حکم خاص لزومًا مفہوم ہوجائے۔ تو وہاں حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر ایسی کوئی قضا ہی سرے سے معدوم ہے نوبت تا بہ تمام ونفاذ چہ رسد؟

پھر الزام کفر کے **مبنیٰ** میں وہ ایک جزء قائل کے **قول اعترافی** کو پیش کرتے ہیں جو اُن کے مکتوب ۱۰؍ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ سے ص ۴ میں گذرا ، نیز مجلسِ قضا ناگپور منعقدہ 19 ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ ، ۱۴؍ ۲؍ ۲۰۰۱ء کے موقع پر حضرات ذی علم کو پیش کردہ اُن کی تحریر جواب دعویٰ میں بھی ہے

——" ....[قائل]........ کی تکفیر اس کے اس بیان

........[کہ] میں آپ کے کہنے پر توبہ کرلیتا ہوں مگر ....[متوفی]........ کو

کافر نہیں مانوں گا جب تک آپ اس کے کفر پر دلیل پیش نہ کریں

چنانچہ دلیل کفر نہ پیش کرسکے اور ہم سے توبہ کرنے پر اصرار کیا........

کی روشنی میں نہیں کی گئی ہے بلکہ انہوں نے بھری محفل میں متوفی کے کفر کا اقرار کیا "——

تو اس **قول اعترافی** کے عدم اثبات کے باعث بر بنائے حلف قائل قضا اگر ہوئی تو بھی وہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر کسی سخت حکم کی جالب نہیں ہوسکتی۔ ملاحظہ کیجئے ص ۹۔

نیز بحر رائق [ج ۵ ص ۷۳] و درمختار [ج ۳ ص ۲۰۴] بیان تعزیر میں ہے

”اذا ادعی شخص علی شخص بدعوی توجب تکفیرہ و عجز المدعی عن اثبات ما ادعاہ لا یجب علیہ شیء اذا صدر الکلام علی وجہ الدعوی عند حاکم شرعی .“

”کسی شخص پر حاکم کے یہاں دعویٰ کیا کہ اس نے کفر کیا اور ثبوت نہ دے سکا تو مستحق تعزیر نہیں ، یعنی جب کہ اُس کا مقصود گالی دینا یا توہین کرنا نہ ہو “

[بہار شریعت نہم ص ۱۱۸]

حالانکہ تعزیر تو ہر اُس گناہ میں ہے جس میں شرعا حد نہیں۔ تو جہاں نہ حد نہ تعزیر وہاں حکم گناہ ضرور منتفی۔ **لہذا ثبوت کفر نہ پیش کر سکنے سے گنہ گار نہیں ٹھہرا سکتے** ، چہ جائیکہ مرتکب کبیرہ۔

ثانیا :۔ قائل کے حق میں بھی وہاں در بارۂ تبری تمامیت و نفاذ قضا کا دعویٰ صحیح نہیں۔ خود حضرت ذی علم کے ارشادات سے اس پر صاف نقض وارد ہے۔ چنانچہ ۲۶/ستمبر ۲۰۰۱ء کی تحریر معاہدہ جس پر حضرت ذی علم اور حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ دونوں کے دستخط ہیں اُس میں ہے کہ

> آج مورخہ ۲۶/ستمبر ۲۰۰۱ء کو حضرت .... ذی علم .... اور مجھ غلام محمد خاں غُفِرَلَہٗ کے درمیان .... [قائل] .... کے بارے میں تفصیلی بات چیت ہوئی اور اخیر میں یہ **طے کیا گیا** کہ ابھی مزید **دوسری مجلس کی ضرورت** ہے لہذا جب تک دوسری مجلس ہو کر آپسی معاملہ طے نہیں ہو جاتا ہے .... [قائل] .... اور دوسرے غلام محمد خاں کی طرف سے

کوئی بھی اشتہار بازی اور عوام فضول بحثیں ہرگز نہ کریں

یہ بعد تمامیت و نفاذ قضا **دوسری مجلس کی ضرورت** کیا معنیٰ ؟

نیز حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ کے مکتوب بنام حضرت ذی علم محررہ ۲۸/ اپریل ۲۰۰۲ء میں ہے کہ

___" آپ اپنے اسی ستمبر [۲۰۰۱ء] کے دورے میں گوندیا بھی تشریف لے گئے جلسہ میں تقریر کے دوران یہ اعلان فرمایا

میں کل شام تک گوندیا میں ہوں جس کو بات چیت کرنی ہو مجھ سے آکر مل لے جلسہ کے بعد کچھ لوگ آپ کی قیام گاہ پہنچ گئے اور عرض کیا آپ کل کا کوئی وقت مقرر کردیں تا کہ ہم گواہ لے کر حاضر ہو جائیں اس پر حضرت ذی علم کا جواب ملاحظہ فرمائیں

" ابھی (یعنی آخر شب) بلالاؤ میں صبح ہی ناگپور جارہا ہوں " "___

اب آپ ہی بتائیے اگر قضا تمام اور حکم نافذ ہو چکا تھا تو پھر یہ اُس کے بعد گواہوں کو حاضر کرنے کا حکم اور سماع شہادت پر اظہار رضا کیا معنیٰ ؟

ثالثًا :۔ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ اسی مکتوب ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں لکھتے ہیں

__" ان حضرات کا اضطراب دیکھئے علامہ .... [حضرت ذی علم] .... تو توبۂ حرمت کا فیصلہ سنا چکے تھے رہا اصل نزاع کفر کا معاملہ تو علامہ .... صاحب .... [قائل] .... کی کفر سے برأت کا فیصلہ دے گئے تو باقی کیا رہ گیا تھا مجلس فیصلہ پر ختم کردی

جاتی۔ مگر یہ حضرات خود خلجان میں مبتلا تھے انہیں اپنی ہی کارروائی پر اطمینان نہیں تھا جیسے ہی اخیر میں میں نے مدعی کا دعوی طلب کیا دعویٰ میرے سامنے رکھ دیا گیا میں نے پڑھ کر نقل طلب کی تا کہ جواب دعویٰ لکھ سکوں تو دعوے کی نقل تو تھی ہی نہیں سید صاحب آپ ہی نے نقل کیا اور حکم جناب علامہ .... صاحب نے دستخط کر کے میرے سپرد کیا

دوسرے دن میں نے شام مغرب کے وقت اپنا جواب دعویٰ بھیج دیا اور ان دونوں حضرات نے اس پر تبصرہ شروع کر دیا جب آپ (سید حسینی صاحب) نے مدے نکالنے کے بارے میں کہا تو جو کچھ کارروائی ہوتی رہی وہ آپ کی موجودگی میں بہت کچھ ہوگئی جس کو آپ جانتے ہیں ہم یہی عرض کریں گے جب توبۂ حرمت اور اصل نزاع کفر کا فیصلہ ہی ہو گیا تھا تو غلام محمد خاں کو دعویٰ سپرد کرنے جواب دعویٰ وصول کر کے اس پر تبصرہ کرنے اور سوال و جواب کے لیے غلام محمد خاں کو بلانے نہ آنے پر مدے نکالنے کی کوشش کرنے کو سوائے اضطراب و بے اطمینانی کے کیا کہا جا سکتا ہے "____

اب بتایئے ان حالات میں اُس تمامیت و نفاذ قضا کے دعوے کی حیثیت ایک تخیل موہوم کے سوا کیا رہ جاتی ہے؟

آگے آپ کا مزید دعویٰ کہ

پھر اصرار بر غلط پر استمرار ان کی تحریروں سے آشکار نہیں؟ [یلغار ص ۱۴]

یہ تو اپنے ماقبل سے بھی پرلے درجے میں ہے۔ میں ابھی مجلس و نشست اور دیگر

مکالمہ و مراسلت کے بعد ۲۸/ ۱۱/ ۲۰۰۱ء کے مکتوبِ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة سے نقل کر چکا ہوں کہ

__" علامہ ....[ذی علم]....... ناگپور کی نشست میں توبہ کرانے کو ناجائز وحرام بتا گئے ہیں ہم نے حرام سنتے ہی فوراً توبہ کی اور یہ شرط لگا دی کہ حرمت کا شرعاً ثابت ہونا ضروری ہے آج تک نہ کوئی ثبوت نہ کوئی جواب موصول ہوا شاید مصروفیت نے اس طرف توجہ کا موقع نہ دیا ہو آپ حضرات ہی ان کی طرف سے جواب دے کر مطمئن کریں "__

پھر میں کہتا ہوں کہ بقول آپ کے اگر ایسا ہی ہے تو یہ آشکار آج حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے وصال کے بھی برسہا برس بعد ہوا؟ یا اُن کے حینِ حیات ہی آشکار تھا؟ تو آج جو برسہا برس بعد آپ کی جانب سے اُن پر الزام شنیع کی اشاعت اور اشاعت بر اشاعت ہو رہی ہے اُن کے حینِ حیات کیوں نہ ہوئی؟....... اُنہوں نے تو اپنے آخری خط مورخہ ۲۸/ اپریل ۲۰۰۲ء میں صاف لکھا تھا کہ

__" ہاں کوئی تحریر آئی تو ہم جواب کے لیے تیار ہیں۔ گوندیا کے گالی نامہ میں یہ بھی دھمکی دی گئی ہے ہمارے خلاف بریلی شریف میں (شاید کفر کا) فتویٰ تقسیم کیا جائے گا اگر مرکزی دارالافتاء سے وہ فتویٰ جاری کیا گیا تو دیکھنے کے بعد ہی ہم کچھ عرض کریں گے "__

حضرت ! **پھر** میں عرض کرتا ہوں آپ نے

غلطی پر اصرار۔ اصرار بر غلط پر استمرار۔ اصرار بسیار [یلغار ص ۱۴، ۱۵]

کا دعویٰ کر دیا۔ یہ تو بتایئے کہ اصرار بر غلط کب ہوتا ہے؟ بعد وضوح امر یا بے وضوح؟ ثبوتِ وضوح تو بڑی چیز ہے ایضاح جو اُن کے سامنے آپ کی جانب سے پیش کیا گیا وہ دکھایئے۔

ذرا وہ کشف طویل و قصیر متین و بلیغ جو آپ کی جانب سے اُن کے زیر نظر وسمع گذارا گیا اُسے تو سامنے لایئے۔ زوائد اور ایک بات کی بار بار تکرار سے تزیینِ صفحات کی بہ نسبت وہ زیادہ ضروری تھا

لہذا آپ نے جو لکھا کہ

حکم جو یکسر مذاہب اربعہ سے خارج صراحۃً حکم اجماع و سنت مشہورہ کا مخالف تھا جس میں جہل عذر نہیں اس حکم سے انہوں نے توبہ نہیں کی تو صراحۃ اجماع کے مخالف ہوئے [یلغار ص ۱٦]

یہ خود آپ سے اس اثبات کا مطالبہ کناں ہے کہ

نصوص مذاہب اربعہ و حکم اجماع و سنت مشہورہ پیش کرو پھر اُن کے حکمِ توبہ کا صاف صراحۃً ان سے خروج و خلاف ثابت کرو۔

اور بغیر اس اثبات کے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ پر وہ الزام کہ

بغیر تحقیق مسلم کی طرف نسبت کبیرہ کے ضرور مرتکب ہوئے [یلغار ص ۱٦]

یہ الٹ کر آپ پر پڑتا ہے۔ اور

کسی مسلم کی طرف کبیرہ کی نسبت حرام و گناہ [یلغار ص۱۶]

جو آپ نے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے لیے کہنا چاہا یہ آپ کی چاہت کے برخلاف اس لوث گناہ سے خود آپ کے دامن کو آلودہ ٹھہراتا ہے

یونہی جو آپ نے لکھا

کیا ایسا شخص جو اتنی صاف بات میں محل اجماع سے بے خبر بنے پورا عالم ہے [یلغار ص ۲۰]

یہ خود آپ سے مطالبہ کناں ہے کہ

اجماع کس پر ہے؟ اور کس حال میں؟ اور اُن کا شبہ کیا تھا؟ اور آپ کی جانب سے رفع شبہ کیا ہوا؟ پہلے یہ سب سامنے لاؤ پھر دعوائے نفی کرنا۔

ان مواخذات و مطالبات سے پہلے آپ عہدہ برآ ہولیں ، اس کے بعد اس حکم اخیر **الجلی الحسن** .... کہ

"___ معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتوی پر عمل ہوکر اگر نکاح ہوگیا تو عظیم وبال تمام فتویٰ دہندوں پر رہے گا ___" [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ص ۵۰۳]

.... کے انطباق کی بات کرنا ۔

یہاں آپ نے اندھیر یہ کیا حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ پر لغزش فاحش کے اپنے مزعومہ میں حضرت مصنف علام کو زبردستی شامل کیا حالانکہ اُنہوں نے بعون و حفظ الٰہی و رسالت پناہی جَلَّ وَ عَلا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّم ذیل انتصار میں جگہ جگہ صراحت فرمادی تھی کہ

__" حضرت مفتی صاحب مرحوم سے تو اس واقعۂ فاجعہ میں غایت درجہ خطاء فی الفھم ہے ، نہ کہ لغزش فاحش "__ [ذیل انتصار ص۱۹]

پھر ص۲۳ پر فرمایا

___" خطاء تو خطا ہے ، لغزش فاحش کا حکم شرعًا یہ ہے کہ الخ "___

پھر اسی صفحہ میں فرمایا

___" جب لغزشِ فاحش کا یہ حکم ہے تو خطاء پر یہ طوفان؟....... یہ ہنگامہ؟......... یہ آسمان سروں پر اٹھانا ؟......... کیا کوئی ایسی آنکھ نہیں؟........ جو اللہ سے ڈرے ، دنیا کے فانی عیش اور نقش برآب آن بان کو تھوڑی دیر کے لیے دل سے بھلاکر امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ کے فتاویٰ وارشادات ونصائح پر نظر کرے پڑھے سوچے سمجھے غورکرے؟ "___

آپ نے ان نصائح سے کان اور ان صرائح سے آنکھ بند کرکے اپنی ترنگ مخمورانہ میں حضرت مصنف علام پر یہ الزام رکھدیا کہ

فیصلہ کن امر کو حذف کرکے مفتی صاحب کو

حکم کفر سے مبرا کرنا چاہا [یلغار ص۲۶]

کاش ! آپ کو توفیقِ غور ہوتی اور ارشادِ امام

____" حق و انصاف سے بتادیجئے "____ [المحجة المؤتمنة ص ۱۲۷]

کا پاس و لحاظ آپ کی کچھ یاوری کرتا۔

●

آگے آپ کچھ سنبھلے اور تنزل پر آئے کہ

پھر اشتباہ و گمان جو کسی اصل شرعی سے ناشی ہو وہ معتبر ہے یا
مجرد اشتباہ و گمان جو کسی اصل شرعی سے ناشی نہ ہو۔ [یلغار ص ۱۶]

خازن میں جو اثر مذکور ہے اور اجماعِ صحابہ جیسی عظیم اصالت سے معمور ہے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡن کیا وہ اصل شرعی نہیں؟ جسے ۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء کی مجلس قضا ناگپور سے بھی ڈیڑھ سال قبل ۲۲/ ۷/ ۱۹۹۹ء کو فتوائے بریلی کے **جواب** میں حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة نے لکھوایا اور ابھی ص۲۱ پر ہم نے نقل کیا۔ اُس میں آخر جواب میں یہ مطالبہ بھی تھا کہ

___" اگر بریلی شریف کے ان دونوں مفتی صاحبان کے نزدیک
اس گوندیا کے واقعہ میں کوئی تخصیص ہے کہ توبہ کرانا غلط تھا تو
اس کی وضاحت کریں تاکہ ہم بھی ہدایت کو اختیار کریں "___

پھر مجلس قضا کے بھی نو مہینے بعد یعنی وقتِ مطالبہ سے سوا دو سال بعد ۲۸/ ۱۱/ ۲۰۰۱ء تک اس مطالبہ کا تشنۂ تکمیل رہنا بیان فرماتے ہیں جیسا کہ ص۲۲ ، ۲۳ میں

گذرا۔ اور تکمیل کا پتہ تو تا آخر مکالمہ نہیں ملتا۔

اب آپ سے مطالبہ ہے کہ

لاعلمی عذر ہے علی الاطلاق؟ یا کسی تقیید کے ساتھ؟ ہاں تو مقابل آں تقیید کی عمدًا میں داخل ہے؟ یا غیرہ میں؟ یا دونوں سے خارج؟ یہاں کیا کچھ اور کن نصوص کو اُن کے سامنے پیش کر کے آپ کی جانب سے ایضاح و رفع شبہ کیا گیا؟

حضرت یہ مخالفتِ اجماع وغیرہ کے مہیب الزام کا ادعاء تو آپ نے کر دیا۔ اجماع وغیرہ کی گہرائی و گیرائی کو بھی کچھ سمجھا؟ اب سے سمجھئے اور کسی کی حمایت و مخالفت سے بے نیاز ہوکر خالص طلبِ حق کے جذبے سے انصافاً غور کیجئے۔ کہیں یہ ادعائے مخالفت اجماع ویسا ہی تو نہیں؟ جیسا عدم صحت صلوۃ درقطار سائر کے مسئلے میں تھا؟

آپ سے نظرِ غور و انصاف کی التماس ہے

لاعلمی کا عذر مقبول ہونا اگر اجماعی ہے تو حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کو **کیا صراحۃً براہ راست** اس سے معاذ اللہ **جہل و انکار تھا؟**...... یا اس میں شبہ و اشتباہ تھا؟...... کہ اُنہیں

محل اجماع سے بے خبر [یلغارص۲۰] اور صراحۃً مخالف اجماع [یلغارص۱۶]

ٹھہرا رہے ہو؟...... عصبیت وحمیت سے کنارہ گزیں ہوکر غور وانصاف سے اُن کا وہ خط

دیکھو جو ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ کو حضرت ذی علم کے مکتوب ۱۲/ ۴/ ۲۰۰۱ء کے جواب میں اُنہوں نے امضاء کیا۔ اُس میں وہ لکھتے ہیں

"______ نماز جنازہ پڑھا دینے کے **بعد علم ہو گیا** کہ ایک کافر مرتد کی نماز جنازہ پڑھادی ہے تو اشد حرام کا ارتکاب کہا جائے گا ___ **علم نہ ہوتا** تو بیشک نماز جنازہ اپنی اصل پر جائز بلکہ واجب تھی۔ **اگر اس پر توبہ طلب کی جائے** تو یہ واقعی ایک مباح بلکہ جائز و واجب کو حرام ٹھہرانا قرار پاتا "___

کیا یہ اُن کی عبارت صاف واشگاف نہیں بتا رہی ہے؟ کہ صورت ثانیہ میں **وہ لاعلمی کو عذر مقبول** اور **مطالبۂ توبہ کو ناجائز و حرام ضرور مانتے ہیں**۔ صرف صورت اولیٰ میں اس کی نفی کرتے ہیں۔

تو بغیر سمجھے بغیر بات کی تہ تک پہنچے اتنا سخت شنیع الزام؟........ کہ

صراحۃً اجماع کے مخالف ہوئے [یلغار ص۱۶]

حضرت ! سچے دل سے ارشاد ربانی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم

قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے

لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو

[پ ۵ ع ۱۷ آیت ۱۳۵]

پر ثابت و مستقیم ہو کر بتایئے ایک مسلمان سنی ذی علم پر بغیر سمجھے بوجھے ایسا الزام رکھ دینا **کیا** بغیر تحقیق مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت کرنا نہیں ہوا؟

اگر کہو نفی صورت اولیٰ ہی میں سہی آخر صحیح تو ہے نہیں۔

اور اپنا یہ ادعاء پیش کرو کہ

> جب فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴؍ ص ۱۸؍ کی عبارت واضحہ بار بار دکھائی گئی۔ تفہیم بسیار کرادی گئی۔ اوران کے فہم میں پھر بھی نہ آسکا۔ [یلغار ص ۲۲]

تومیں کہوں گا

اولًا :۔ کس نے دکھائی ؟ اور کب؟ اور کن الفاظ میں کشف کیا ؟ پھر اُس میں **کشف** کس چیز کا تھا ؟ **حکم یک موضع** کا ؟ یا موضع کی **تعین و انطباق** کا بھی؟

یہ تمام تر تفصیلات تو اہلِ تفہیم کے نوک زبان ہوں گی انہیں نوک قلم پر لے آیئے ، پھر کھل جائے گا کہ فہم میں نہ آسکنے میں قصور کس کا ہے۔

جیسے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر عذر لاعلمی میں مخالفت یا شبہ و اشتباہ کے ادعائے الزام کا حال کھل گیا۔

ثــانیًا :۔ .... غلط پر اصرار اصرار بر غلط پر استمرار تحریروں سے آشکار تعیین جزاف .... یہ سب **آپ** کے دعاوی ہیں تو آپ صرف اپنی جانب کی بات کیجئے اور اپنی جانب کا کشف و ایضاح و تفہیم سامنے لایئے۔ **حضرت مصنف علام** کو سپر بنانے کی کوشش مت کیجئے۔

اور **یوں** بھی کہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے جو کچھ زبانی وتحریری کلام فرمایا

اسی پر آپ نے اپنے ان دعاوی کا انحصار رکھا ہے۔ تو محض آپ کی اپنی جانب کے کشف و ایضاح و تفہیم پر آپ کے ان دعاوی کو توقف ہوا۔

حضرت مصنف علام نے تو حضرت عَلَیْهِ الرَّحْمَة کی چاہت سن کر اُس وقت اپنا کشف و ایضاح بھیجا ہے جب کہ جانبین سے مکالمہ موقوف ہو چکا تھا اور وہ بھی حضرت کے صرف ایک مکتوب ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۲۲ھ کے پیش نظر ، کہ صرف وہی حضرت مصنف کو پہنچا تھا۔

پھر مزید تحریرات بھیج کر جو خبر حضرت مصنف کو ہم نے دی وہ موضع کی نوعیت ظہور پر جزم کی مورث گونہ ہوئی تاہم اس طرف قدرے خیال کشاں ہوئی۔ مثلاً ۷ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ ، ۲۲/۷/ ۱۹۹۹ء کو قائل کے نام خط کی یہ عبارت

___" معترض کا اعتراض یعنی مدعی کا دعویٰ چالیس پچاس افراد کی موجودگی جس میں آپ کی طرف کے کثیر لوگوں کی حاضری اعتراض پر سب کی اور خاص طور پر آپ کی پارٹی کی خاموشی "___

بہرحال اسی خیال کشی کے پیش نظر حضرت مصنف نے اشتباہ سے تعبیر فرمائی جو حضرت مصنف کے خود اپنی نسبت عدم جزم برظہور کی طرف ناظر ہے۔

آپ نے اپنی نافہمی سے اسے حضرت عَلَیْهِ الرَّحْمَة کی طرف ناظر خیال کر کے زبان جسارت کو اذن رخصت دے دیا کہ

> استطاعت بھر جدوجہد کے باوجود بھی ان کو عبارات فتاویٰ رضویہ و تفسیر خازن سے جزم ہی کا اشتباہ رہا۔ اور ان کا شبہ زائل نہ

ہوسکا۔ کیا یہی پورے عالم کی شان ہے [یلغار ص ۲۱ ، ۹]

اور اسی خیال خام میں مگن ہوکر بول پڑے

کیا محض اشتباہ کی بناء پر کسی کو ملزم ٹھہرایا جاسکتا ہے؟ اگر ہاں تو کیا یہی تحقیق ہے؟ [یلغار ص ۱۶]

کم از کم اتنا تو دیکھا ہوتا کہ حضرت مصنف نے [اُن کے لیے عون و حفظ الٰہی ہمیشہ رہے] حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة کے لیے لفظ **جزم** استعمال فرمایا ہے۔ کاش ! آپ کے ضمیر کو دروں خانہ سے مطالبۂ انصاف کی ندائے آزادانہ کا اذن ہوتا۔

ہاں دیکھئے اب اس جزم کو بھی حضرت مصنف کا اختراع و مفروضہ نہ کہہ پڑنا۔ جیسے اور امور کو بے سمجھے بوجھے آپ نے کہہ دیا ہے۔ یہ حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة کی تحریر سے ماخوذ اور تحریر میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ حضرت ذی علم کے خط مؤرخہ ۱۳/ ۶/ ۲۰۰۱ء کے جواب میں اپنے مکتوب محررہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ ۱۷/ ۷/ ۲۰۰۱ء میں لکھتے ہیں

____" ناگپور مجلس میں میرا قول "غلط ہی سہی" گوندیا فیصلہ کے وقت کی اس بات کو بیان کرنا تھا کہ اگر میں نے ......[قائل]...... سے اس کے ......[متوفی]...... کے بارے میں اقرار کفر پر توبہ کے لیے کہا تھا تو اس وقت میرا ذہن متذبذب تھا کہ یہ توبہ حرمت سے ہوسکتی ہے یا مستحب سے۔ غالب گمان اور احتیاط حرمت کی متقاضی تھی اس پر یقین تھا کہ توبہ ہے۔ اور بعد میں حرمت ہی ثابت ہوئی جس کو ہم نے اس سے قبل کے خط میں تفصیل سے لکھ کر مولانا سید محمد حسینی

صاحب کو سپرد کر دیا تھا کہ وہ ......[حضرت ذی علم]...... کو بھیج دیں "____

میرے بھائی ! حضرت مصنف نے جو تحریر حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کو بھجوائی تھی جس کا ذکر ذیل انتصار ص ۷ میں ہے اس سے بھی آپ صرف الزام ہی قائم کرنے کے در پے ہیں حضرت مصنف کی نسبت لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے

> اشتباہ مفروض رفع کر دیا مگر کیا مفتی صاحب نے اپنے اس حکم سے توبہ کی؟ نہیں کی تو صراحۃً اجماع کے مخالف اس حکم میں تقلید ائمہ سے بیگانہ بغیر تحقیق مسلم کی طرف نسبت کبیرہ کے مرتکب ہوئے [یلغار ص ۱۲]

حضرت آپ سے نظر غور و انصاف کا طالب ہوں کہ

____" رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہے تو اُس کے جنازے کی نماز بھی نہ چاہیئے۔ نماز پڑھنے والوں کو توبہ و استغفار کرنی چاہیئے "____

[فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۳]

یہ مطلق کیوں ہے؟...... مرہونِ شرط اطلاع کیوں نہیں؟......

جبکہ اسی سے متصل حکم آئندہ کہ

___" اگر مردہ رافضی منکرِ بعض ضروریات دین تھا اور کسی شخص نے باآنکہ **اُس کے حال سے مطلع تھا دانستہ** اُس کے جنازے کی نماز پڑھی اُس کے لیے استغفار کی جب تو اس شخص کو تجدیدِ اسلام اور اپنی عورت سے از سر نو نکاح کرنا چاہیئے "___

یہ مرہون شرط اطلاع ہے۔

حضرت ذرا سنجیدگی سے سوچئے کہ

گوندیا کا سفر وہاں کے لوگوں کی استدعا پر حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے کیا ، اور وہ بھی اُس وقت جبکہ یہ حادثہ تازہ تازہ تھا ، متوفی کی نسبت برملا برسر مجمع اور بارہا آلودۂ کفریات ہونے کے بارے میں لوگوں کے خیالات اخبارات ، اُس کے مصلینِ جنازہ پر لوگوں کے اعتراضات ، اور خود مصلینِ جنازہ کے اقرارات ، یہ سب اُن کی سمع سے گذرا۔

تو کیا بعید ہے کہ حضرت مصنف کی طرف سے اس **کشف** و ایضاح کے **بعد بھی اُنہوں نے موضع کی نوعیت ظہور دیکھی ، زیرِ حکم مطلق مذکور بالا معدود سمجھی ، لہذا حکم توبہ** جس پر انہیں ابتداءً ہی یقین تھا اور وجوب توبہ جس پر بعد میں یقین ہوگیا تھا [جیسا کہ ابھی ان کے مکتوب سے گذرا] اس میں اُنہوں نے **اپنی اصابت ہی جانی**۔

تو اس میں **کیا** اجماع کی مخالفت تقلید ائمہ سے بیگانگی اور بغیر تحقیق مسلم کی طرف کبیرہ کی نسبت ہے؟.......

حضرت ! آپ ہیبت ناک ادعائے الزامات کر دیتے ہیں اُن کی صحت اثبات بھی کچھ سوچتے ہیں؟......

اس سے آپ کو گذرنا ہی نہیں رہتا سوچیں گے کیا؟

خیر حضرت مصنف نے اپنی نگاہ خداترس و دوررس سے انہی متوقع محامل دقائق کے لحاظ اور ظہور کی طرف اپنی قدرے خیال کشی کے پیش نظر

ذیل انتصار [ص ۷] میں یہ فرمایا

___" ممکن ہے حادثۂ دائرہ میں جو وقائع واخبار اُن کے سامنے ہوں اُن سے حادثۂ دائرہ کا موضعِ خفاء ہونا اُن کے خیال میں نہ آیا بلکہ موضعِ ظہور۔ "___

آپ نے اس پر بے سمجھے [یلغار ص ۱۷ میں] یوں خامہ فرسائی کردی کہ

> صفائی کی بناء ممکن و محتمل و غیرواقع پر رکھی ہے مفتی صاحب نے وہ دقائق و اخبار مجلسِ استفسار میں کیوں ظاہر نہ کئے اور موضع ظہور میں ہونا کیوں ثابت نہ کیا۔

آپ قلم برداشتہ ہیں اور اپنی جانب کا کشف و تفہیم کہ کلام ہی ہے صفحۂ قرطاس پر لانا دشوار ہورہا ہے ، اُسے حوالۂ مجلس و نشست کررہے ہیں۔

اورحضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة سے یہ مطالبہ؟ کہ گوندیا اور وہ بھی تقریباً دوسال قبل کا مجلس استفسار میں کیوں نہ حاضر کردیا؟

حضرت ! آپ کو حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کا حکم توبہ دینا سن کر براگمان قائم نہیں کرلینا چاہئے۔ آخر اس حکم توبہ دہی سے پہلے تک تو وہ آپ اور آپ کی جانب کی نظر میں سنی صحیح العقیدہ عالم دین مجاہد مستقل مستقیم ہی تھے۔ حکم توبہ پر اگر اطمینان نہ تھا اور تسلی و تشفی درکار تھی تو محض این وآں کے بیان پر اکتفاء کرلینا اور ساری ثبوت فراہمی کا بار ان کے معمر وضعیف کاندھوں پر ڈال دینا تو کچھ ضروری نہ تھا

ہمت مردانہ و جذبۂ خیرخواہانہ سے اپنے جواں سال کاندھوں کو آمادۂ تحمل کرتے گوندیا زیرپا تھا حقیقت کیا ہے؟ اس کا پتہ لگانا کچھ مشکل نہ تھا

حضرت ! اپنے اسلامی دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے

اس راہ تحقیق وتفتیش میں دوقدم خود بڑھالینا .... جس سے کہ میت کی نسبت اگر کفریات مشہورومعروف ہوں تو مسلمانوں کی اس کے ساتھ ناروا معاملات سے صیانت و حفاظت ہو .... کیا یہ ناجائز تھا؟...... حرام تھا؟......

حضرت ! یہ صیانت و حفاظتِ مسلمین کیا محض کانوں پر ہاتھ دھر لینے سے ہو جائے گی؟ کہ ہمیں معلوم نہیں۔ کیا ایک سچے مخلص راعی قوم کا شرعًا یہی فریضہ ہے؟...... اجازت ہو توامام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا ایک کلام عبرت انگیز و نصیحت آموز نقل کروں۔ فرماتے ہیں

____" آپ جیسا اخباری آدمی دنیا میں وہ کچھ اس کے کلمات کا شور مچے اور آپ کے کان اس شہرت سے ناآشنا ہوں؟ **کیف و قد قیل تو خبرِ واحد پر ہے** اتنا اشتہار ہو یہ کچھ گیر ودار ہو اور ادھر آپ عادتِ کفار منافقین سے غافل نہیں کہ کفر بکتے اور پوچھنے پر صاف مکرتے ہیں پھر صرف اُس کے انکار ارادۂ معانی پر یقین لاکر نہ خود مطمئن ہو جانا بلکہ عام میں اُس کی براءت پھیلانا کہاں تک خیر خواہیِ اسلام و مسلمین کا صریح مخالف ہوا

آپ نے خیال نہ کیا کہ مرتکب کا انکار مردود اور بلاوجہ تکذیب شہرت پر دلیل مفقود ، میں جو بے دیکھے یوں اُس کی براءت پر شہادت دے دیتا ہوں ، اگر واقع میں وہ شہرت حق ہوئی جیسا کہ حقیقت میں حق تھی تو یہ شہادت جاہل مسلمانوں کو کیسا بے چھری ذبح کرے گی۔

اگر باورچی ایک کھانا عام کے لیے بیچے اور لوگ اس کی نسبت عینی شہادت

دیں کہ اس میں زہر ہلاہل ہے ناواقف ایک شخص کی بات ماننے والے اس کے قول کے منتظر ہوں وہ زہر کی جانچ جانتا ہو مگر کچھ نہ کرے نہ ان شہادتوں پر کان دھرے صرف اس باورچی کے انکار پر اعلان دے کہ ہم نے ہر طرح تحقیق کرلی اس میں کوئی اثر زہر کا ثابت نہ ہوا

کیا اس کے دل میں ان متبعوں کی جان کی پرواہ ہے؟......... پرواہ ہوتی تو [بے] جانچ کبھی نہ کہتا نہ بے دلیل اس شہرت کو جھوٹ جانتا کہ اگر سچ ہوئی تو اتنوں کی جان مفت جائے گی۔

مگر نہیں اسے ان کی جانوں سے کچھ غرض نہ تھی ، باورچی سے کبھی کی ملاقات بتائی اُس میں اَتباع کی جانوں سے بے پروائی زندگی کی بدخواہی تھی۔

اس میں مسلمانوں کے ایمانوں سے بے پرواہی اسلام کی بدخواہی ہوئی۔ یہ مسلم کا کام ہے یا کس کا؟ ”—— [مکتوبات امام احمد رضا دوم ص۲۲۵ ، ۲۲۶]

دیکھئے ! ذیل انتصار کی طرح یہاں بھی یہ نہ بول پڑنا کہ انطباق نہیں۔ کہ وہ مقصود نہیں بلکہ جواوپر مذکور ہے۔

معھذا ارشاد امام

——” کیف و قد قیل تو خبر واحد ہے “——

یہ کیا بتا تا ہے؟......... اور ایک سچے مخلص راعی قوم کا کیا فریضہ ٹھہراتا ہے؟.........

کیا حادثۂ گوندیا میں اس سے بھی نازل تر صورت تھی؟.......

حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کو آپ کے ذمہ داران پر اعتماد واطمینان نہیں رہ گیا تھا۔

قائل تو آپ کے ذمہ داران کا مخلص اور اُن پر بھرپور اعتماد کناں تھا۔ اپنے ایسے مخلص کی خیرخواہی کے پیش نظر محض اس دارغرور میں اُس کی برأت کہ قضاءً برأت ہے اس پر اکتفاء نہ کرکے اُس دارحق میں برأت کہ واقعی حقیقی برأت ہے اس کے لیے معمولی سعی میں قدم بڑھالیتے تحقیق حال و تفتیش قال کرلیتے تو فرمان اقدس اور ارشاد امام کے کچھ خلاف نہ ہوتا۔

خیر بعد تحقیق آپ کی جانب کے لیے نوعیتِ موضع روشن اور وہ ممکن واقع عیانی یا کالعیانی جیسا کہ آج ہے اُسی وقت ہوجاتا اور حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر فہم خفاء کے گمان اور اس اعتراض و الزام سے بچاتا کہ

> جب لاعلمی کا عذر موضع خفاء میں شرعًا مقبول ہے۔ تو اس کی روشنی میں مفتی صاحب پر واجب تھا کہ اس کا عذر قبول کرتے اس کے برعکس انھوں نے مصلی نماز جنازہ کو ملزم جانا اور بخلاف حکم شرع اس کا عذر نامقبول ٹھہرایا۔ [یلغار ص۱۷]

یونہی حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے حکم توبہ دہی کے متعلق جو آپ نے لکھا کہ

> اس پر فتاویٰ رضویہ کا وہ فتویٰ جو وکیل صفائی نے ذکر کیا منطبق نہیں [یلغار ص۲۰]

اس رمی تخمینانہ سے آپ کو مانع آتا۔

میرے بھائی ! کچھ تو سمجھو کچھ تو غور کرو حضرت مصنف نے بےظہور ظہور بھی محمل حسن پر مشی کی اور آپ اب باوجود ظہور ظہور بھی حکم سخت کے خیال میں

مخمور اور ایک مخلص و متدین عالم ربانی پر اعتراض کے نشے میں چور **رہو** تو یہ حیات حباب تا بہ کے؟....... کچھ تو اُس دن کا خیال کرو جب واحد قہار حساب فرمائے گا دانائے غیوب اظہار لے گا۔

اے میرے رب رحم فرما واسطہ تیرے اُس بندۂ یکتا کا جنہیں تو نے رحمت بھیجا اور ہم پر ہماری جان سے بڑھ کر اُنہیں مہربان بنایا۔ **صَلَّی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بَارَکَ وَعَلیٰ کُلِّ مَنِ انْتَمیٰ اِلَیْہِ**

اس کا بہ نظر غور و انصاف ملاحظہ آپ پر واضح کردے گا کہ

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے اوپر اپنے ادعائی الزامات میں جو

آپ نے حضرت مصنف علام کو بھی شریک کرنا چاہا

یہ آپ کی نافہمی پر مبنی اور شہد سے اثر زہر کی آرزو ہے۔

آگے آپ نے لکھا ہے

> احکام شرعیہ کے بیان و نفاذ میں بے تفہیم غیر ، صدور خطاء فی الفہم یا بعد تفہیم غیر دقت بر بنائے مسئلہ۔ ان کے فہم سے وراء۔ اور یہاں مسئلۂ دائرہ میں مسئلہ ایسا واضح و روشن کہ عام مفتی کی نظر بھی نہ چوکے [یلغار ص۲۲]

سابقہ سیر حاصل کلام کے بعد اب یہاں میں

نہ حضرت مصنف کے اور اپنے عندیہ پر بلکہ آپ کے زعم پر کلام کروں

دیکھئے **بات صاف روشن** [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ص ۵۰۲]

اور **اجماع امت سے مزین** [ایضًا ص ۴۹۷]

ہے ، اور پھر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے تمیں نصوص پیش کیے اور ہر ہر بات ہجے کر کے پڑھائی [ایضًا ص ۵۰۲] حالانکہ اس سے پہلے دو تحریریں زیب قرطاس فرما چکے تھے جن میں احباب کے لیے اس مسئلے کا کشف شافی تھا اور مخالفین کا وہ رد جس نے اُن کا سارا جوش وخروش ٹھنڈا کر دیا۔ اب یہ سہ بارہ تھا جس کے متعلق فرماتے ہیں

____ ”اس بار صدمہ سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سنی علماء نے اس میں شرکت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن “____ [ایضًا ص ۴۹۰]

کیا امام نے وہاں اُن بعض سنی حضراتِ علماء کے لیے یہی کہا جو آپ

کہہ رہے ہیں کہ

مسئلہ ایسا واضح و روشن کہ عام مفتی کی نظر بھی نہ چوکے [یلغار ص۲۲]
کیا ایسا شخص جو اتنی صاف بات میں محل اجماع سے بے خبر
بنے پورا عالم ہے؟ [یلغار ص۲۰]

بات صاف روشن اور **اجماع سے مزین** ہی تھی جہاں امام نے فرمایا

——" دیہات کا ٹھیکہ جس طرح ہندوستان میں رائج ہے کہ ....
زمین مزارعوں کے اجارہ میں رہے اور توفیر ٹھیکہ میں دی جائے .... بلا شبہہ حرام و مردود و باطل ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ٣٦٥]

یہ کارروائی **قطعًا اجماعًا** حرام و باطل واقع ہوئی۔ [ایضًا ص ٣٦٦]

یہ مسئلہ کہ

.... دیہات کا رائج ٹھیکہ حرام قطعی ہے۔ جو کچھ محاصل ہو سب مالکِ قریہ کا ہے اگر گاؤں مملوک ہو ، یا وقف کا اگر موقوف ہو۔ ٹھیکیدار کو اس میں سے ایک حبہ لینا حرام ہے اور جس سال نشست کم ہو تو ٹھیکیدار کو جتنا وصول ہوا اُسی قدر مالک یا متولی کو لینا حلال ہے۔ پوری رقم قرار یافتہ لینا حرام ہے

مثلاً ہزار روپیہ سال کو ٹھیکہ تھا اور بارہ سو تحصیل ہوئے تو یہ دو سو ٹھیکیدار کو حرام ہیں مالک یا واقف کا حق ہیں اور آٹھ سو ملے تو مالک و وقف کو اسی قدر حلال دوسو زیادہ حرام ہیں ....

باوصفِ کمالِ وضاحت اس دارالفتن ہندوستان میں ایسا خفی مسئلہ ہے جس سے یہاں کے **اکابر علماء** غافل محض اور خود اس میں اور اس کی تحلیل میں مبتلا ہیں "—— [فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ٣٦٦]

کیا امام نے وہاں ان اکابر علمائے اہلسنّت کے لیے یہی کہا جو آپ کہہ رہے ہیں کہ

> مسئلہ ایسا واضح و روشن کہ عام مفتی کی نظر بھی نہ چوکے [یلغار ص۲۲]
> کیا ایسا شخص جو اتنی صاف بات میں محل اجماع سے بے خبر بنے پورا عالم ہے؟ [یلغار ص۲۰]

اگر کہیے ان دونوں مقام پر امام کے کشف وایضاح فرمادینے کے بعد اُن حضراتِ علماء نے رجوع فرمالیا اور سر تسلیم جھکادیا۔

تو میں کہوں گا اب آپ واضح و روشن اور نور اجماع سے مزین میں بھی حاجتِ کشف و ایضاح پر آئے اور احتیاج تفہیم قبول کرلی۔

تو اپنی جانب کا کشف و ایضاح و تفہیم سامنے لائیے —— اسمِ تفہیم کی تو آپ کی کتاب میں جگہ جگہ پکار ہے مگر مسمائے تفہیم کے لیے کتاب کو آپ سے بس فریاد ہی فریاد ہے

اگر کہیے

> آپ کا حکم دینا غلط ہوا۔ آیت کا یہ مطلب نہیں [یلغار ص۱۴]
> یہ جزئیہ [اثر مذکور درخازن] قائل کی حالت پر منطبق نہیں اس میں علم

ہو یا نہ ہو کسی لفظ کا ترجمہ نہیں [جیسا کہ مکتوب حضرت ذی علم میں ہے]

یہ تفہیم نہیں تو کیا ہے؟ یہ کشف و ایضاح نہیں تو کیا ہے؟

بہت خوب۔ ذرا اس کشف و تفہیم کو کشف و تفہیمِ امام کے سامنے رکھئے اور انصاف و دیانت سے بتایئے کہ اس کشف و تفہیم میں آپ کی جانب نے کتنا کچھ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا اتباع کیا؟........ اور نعرۂ مسلک اعلیحضرت کو کتنا کچھ نباہا؟........

پھر حضرت ! ذرا یہ بھی دیکھتے جایئے کہ پہلی مرتبہ امام کے کشف کر دینے کے بعد حضرت تاج الفحول قُدِّسَ سِرُّہٗ نے کیا کہا

____" نظر حاضر میں ان [بعض] **عبارات** [خیریہ] **سے عدم جواز ہی معلوم ہوتا ہے "____** [ایضًا ص ۳۶۷]

اور وہ بھی

____" بعد تأمّل بسیار "____ [ایضًا]

تامل بسیار ، اور تسلیم ایسی؟ جزم تو دور ، گنجائش خلاف کا اشعار موجود۔ یہ اگر آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ کے تیور کیا ہوتے ؟ مگر امام کی روش دیکھئے فرماتے ہیں

____" جب فقیر شہر کو واپس آیا مفصل فتویٰ عبارات کثیرۂ کتب عدیدہ پر مشتمل لکھ کر بھیجا "____ [ایضًا]

طیش نہیں ہے غصہ نہیں ہے جھنجھلاہٹ نہیں ہے محنت سے دل میں ملال

ماتھے پر شکن نہیں ہے اور جدوجہد مسلسل ہے آخر کیوں؟ اس لیے کہ دین کا درد تھا دل کی گہرائیوں میں دین سے محبت تھی تو اہلِ دین کی نگاہوں میں قدر تھی قلب میں اُن کی عظمت تھی چنانچہ فرمایا

____ " چودھویں صدی کے علماء میں باعتبار حمایتِ دین و نصرتِ سنت نیز بلحاظِ تفقہ حضرت مولٰینا مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا پایہ اکثر معاصرین سے ارفع تھا

ایام ندوہ میں اور اس کے بعد جب فقیر نے سرگرم حامیانِ دین کے خطاب تجویز کیے ہیں حضرت مولٰینا مولوی محمد وصی احمد صاحب کو الاسد الاسدّ الاشد مولوی قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی کو ندوہ شکن ندوی فگن مولٰینا ہدایت رسول صاحب لکھنوی کو شیر بیشۂ سنت رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ حاجی محمد لعل خانصاحب قادری برکاتی مدراسی سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کو حامیِ سنت ماحیِ بدعت اُسی زمانے میں حضرت فاضلِ بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ کو تاج الفحول سے تعبیر کیا جو آج تک اُن کے اخلاف میں مقول و مقبول ہے اور وہ بیشک باعتبارات مذکورہ اس کے اہل تھے رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً

ایسے فاضل جلیل کے پاس ۱۳۰۲ھ میں جب فقیر کا فتوی اس ٹھیکے کی حرمت میں گیا جس میں اس وجہ سے کہ فقیر اس وقت اپنے دیہات میں تھا اور سوا خیریہ اور ردالمحتار کے کوئی کتاب ساتھ نہ لے گیا تھا فقط فتاویٰ خیریہ کی بعض عبارات تھیں حضرت موصوف نے بعد تاملِ بسیار اُس پر صرف اس مضمون

سے تصدیق تحریر فرمائی کہ

'' نظر حاضر میں ان عبارات سے عدمِ جواز ہی معلوم ہوتا ہے ''

جب فقیر شہر کو واپس آیا مفصل فتوی عباراتِ کثیرۂ کتبِ عدیدہ پر مشتمل لکھ کر بھیجا اب حضرت نے پورے وثوق سے تسلیم کیا اور یہ فرما بھیجا کہ اس کے جواز کے حیلہ سے اطلاع دو

یہی حال اور علمائے اطراف کا ہے بعد سماعِ دلائل و وضوحِ تحریم یہی فرماتے پایا کہ حیلۂ جواز نکالو

یعنی عادتیں مستحکم ہوگئیں خود بھی ابتلا ہو چکا اور اُس میں آرام بھی ہے لہذا حیلۂ جواز کی تلاش ضروری ہوئی۔

مبارک ہیں وہ بندے کہ حکم پر مطلع ہوکر حق کی طرف رجوع لائیں

اوراذانیانِ زمان کی طرح اپنے اور اپنے آباء و اجداد و اساتذہ کی عادت کو **شرعِ مطہّر کے رد کے لیے حجت نہ بنائیں** ''____

[فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ٣٦٧]

امر دوم
الزام کفر

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے مکتوب محررہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۲۲ھ کے آخر میں ہے کہ

______ ’’ ....[قائل]....... کا قول .... ’’ نماز جنازہ پڑھاتے وقت مجھ کو اس کے کفر کا علم نہ تھا بعد میں ہوا ‘‘..........

......[قائل]..... کے یہ وہ الفاظ ہیں جنہیں ہمارے کانوں نے سنا اور کثیر لوگوں نے سنا جو تواتر سے زیادہ ہیں اور اسی پر ہم نے کہا اور لوگوں نے سنا کہ آپ پر کفر کا حکم تو نہیں ہوگا ہاں حرمت سے توبہ کر لیجئے

....[قائل]..... نے توبہ کر لی اس کے بعد ....[قائل]....... نے ....[متوفی]....... کے چہلم کا ذکر کیا ہم نے اس سے منع کر دیا

عرصہ گذرنے کے بعد جب خط و کتابت اور فون سے ....[متوفی]....... کو مسلمان بتانے لگا تو مولوی .....[صاحب]..... نے اس کے بدلنے کو کفر بتایا جس کی ہم نے تصدیق کر دی اس کے بعد سے ہم اس پر قائم ہیں کہ

.....[قائل]..... اس کفر سے توبہ کریں جو خود ان کے .....[متوفی]..... کے بارے میں اقرار کفر اور پھر اس اقرار سے بدل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ‘‘______

نیز مجلس قضا ناگپور منعقدہ ۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ ، ۱۴/ ۲/ ۲۰۰۱ء کے موقع پر حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے جواب دعوی کی جو تحریر حضرات ذی علم کو دی اُس میں ہے

......[قائل]...... نے اپنے دعوے کے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ
'' میں آپ کے کہنے پر توبہ کرلیتا ہوں مگر ......[متوفی]......
کو کافر نہیں مانوں گا جب تک آپ اس کے کفر پر دلیل پیش نہ
کریں چنانچہ دلیل کفر نہ پیش کر سکے اور ہم سے توبہ کرنے پر
اصرار کیا ''

......[قائل]...... کا یہ بیان قطعی غلط ہے اس پر اس سے گواہ
طلب کئے جائیں۔ ......[قائل]...... نے اپنے دعوے میں جو کچھ
بیان کیا ہے اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ

اس کی روشنی میں کیا ......[قائل]...... کی تکفیر درست ہے؟

ہم عرض کرتے ہیں کہ ......[قائل]...... کا یہ بیان بھی غلط ہے
......[قائل]...... کی تکفیر اس کے اس بیان کی روشنی میں نہیں کی گئی
ہے بلکہ انھوں نے بھری محفل میں ....[متوفی].... کے کفر کا اقرار کیا
اور لوگوں نے جو اس کی نماز جنازہ پڑھی ان کا حکم ہم سے پوچھا
اور یہ مسئلہ بھی پوچھا کہ کیا اس کے چہلم کا کھانا درست ہے؟

......[قائل]...... کی یہ باتیں صاف بتا رہی ہیں کہ
......[متوفی]...... کے کفر کا اقرار خبر کے طور پر نہیں بلکہ یقینی طور پر
جاننے کے بعد ہے اور اس لیے بھی کہ نماز جنازہ کے پڑھانے
سے پہلے وہ اس ......[متوفی]...... کے کفریات سے باخبر تھا اور اب

یہ اقرار خبر کی بنیاد پر نہیں بلکہ یقینی علم کی بنیاد پر ہے۔

......[قائل]...... کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ اس کے بیان کی روشنی میں ہم نے تکفیر کی ہے ہاں جب ......[متوفی]...... کے رشتہ داروں کا دباؤ ان پر پڑا تو وہ ......[متوفی]...... کے اسلام کا اقرار کر گئے۔ [جواب دعوی ۲۰ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ]

مبنائے الزام بالا میں دو باتیں ہیں۔

اول قائل کا قول اعترافی۔

ثانی بعدِ اعتراف متوفّٰی کی نسبت قائل کا اعتراف مسلمانی۔

ثانی آپ کو تسلیم ہی ہے۔ اور اول سے انکار پر آپ کے شبہات کا دفع اور دعاوی پر منع **امر اول** کے تحت گذر چکا تو اس پر سماع شہادت سے انکار کی کیا وجہ جواز رہی؟

" علم " کا ظاہر متبادر معنی یقین ہے جیسا کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے ارشاد ھذا میں اس معنی کر استعمال فرمایا کہ

____" ویمکن ان یوجه بان الماء ثمه معلوم الوجود وهو قادر علی تحصیل العلم بحقیقة العجز والقدرة بان یسأله فیعطی او یابی فلا یسوغ له العمل بالظن عند القدرة علی العمل بالعلم ان الظن لا یغنی من الحق شیئا "____

[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ٦٦١]

اور حاشیے میں ہے

______" جو بات شرعًا واقع پر مبنی ہو اور یہ علم واقع حاصل کر سکتا ہو اُس وقت گمان و ظن پر عمل جائز نہیں "____ [ایضًا]

یہاں علم گمان و ظن کے مقابل فرمایا۔ یہ گمان و ظن غالب ہیں کہ جہاں علم واقع حاصل نہ کر سکتا ہو انہی پر عمل روا ہوگا۔ تو ان کا مقابل بمعنی یقین ہوا۔

نیز فتاوائے ہفتم ص۳۰۳ میں **فیما اعلم** کا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ترجمہ فرمایا: میرے علم و یقین میں۔

عرف میں گمان و ظن مذکور بالا پر بھی علم بولتے ہیں

اور خبر جس کی بناء پر حکم کفر نہ ہو اسے خود حضرات ذی علم نے اپنی تعبیر سے معنیٔ محتمل ہی بتایا۔ حضرت ذی علم کے مکتوب ۱۲/ ۴/ ۲۰۰۱ء میں ہے

وہ خبر بھی ہوسکتی ہے۔ خبر کی وجہ سے کفر کا حکم نہ ہوگا

پھر حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے ...... متوفّٰی کے مصلین جنازہ نیز اس کے طعام چہلم کے تناول ...... کی نسبت قائل کے استفسار حکم کو ظاہر معنی پر قرینۂ واضحہ سمجھا۔

یہ ہم نہیں کہتے اسی مجلس قضا کے موقع کی تحریر جواب دعوی میں ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔

اس پر کلام کے سلسلے میں آپ لکھتے ہیں

علم بول کر "ارادۂ علم" مراد لینا محتاج ثبوت ہے ___ اس کا ثبوت مہیا کیا جائے کہ علم بمعنی "ارادۂ یقین" بولا جاتا ہے۔

یہ پہلی منزل ہے جس کو طے کرنا ضروری ہے [یلغار ص١٨ ، ١٩]

ذیل انتصار میں یہ ہے

—" علم سے ارادۂ یقین پر [١١] "—

جس کا صاف مطلب ہوا — لفظ "علم" بول کر یقین مراد لینے پر —

اور ص١٢ میں ہے

—" ان کے نزدیک ارادۂ یقین کا افادہ تو اولیٰ سے ہولیا۔ "—

یقین تحت ارادہ ہے وہ تحت افادہ تو زیر معنئ علم کیونکر مندرج مفہوم ہوگا ؟...... آپ کو اپنی نافہمی سے مندرج مفہوم ہوگیا تو اس ناکردہ کا ثبوت بذمۂ مصنف آیا؟...... یا کہ آسمان کا تھوکا خود آپ کے منھ پر پڑا —

کیا آپ حضرات کی سرشت ہی یہی ہے کہ ناکردہ کا کسی پر بھی الزام رکھ دو اور پھر اُس کی ایک نہ سنو بس چلا چلا کر ثبوت مانگو — یہی آپ لوگوں نے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے ساتھ کیا۔ اب یہی حضرت مصنف کے ساتھ کر رہے ہو

کاش آپ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ کی اتباع سوچتے ، ارشاد امام

—" حق و انصاف سے بتادیجئے "— [المحجة المؤتمنة ص ١٢٧]

کی رعایت کرتے کہ اس میں دو جہاں کا بھلا ہے اور مہلکوں سے نجات۔

پھر آپ لکھتے ہیں

اس پر قرینہ یا دلیل مفتی صاحب پر پیش کرنا لازم تھا مجلس استفسار میں اس طرح صفائی پیش کیوں نہ کی [یلغار ص ١٨]

حضرت ! وہ تحریر جواب دعوی مجلس استفسار کے کتنے دن کتنے ہفتے کتنے مہینے کتنے سال بعد کی ہے؟...... علاوہ ازیں ص۱۹ ، ۳۱ کا کلام دیکھ لیجئے

کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے؟ کہ

> مفتی صاحب ثابت کرتے کہ قول قائل میں علم بمعنی یقین ہے اور اس کا مبنیٰ فلاں حجت شرعیہ ہے [یلغار ص۱۴]

حضرت ! کیا قرائن کہ ظاہر کے معین یا مؤید حجت شرعیہ نہیں؟

پھر ذیل انتصار [ص۱۱] میں تھا

— پہلے سے باخبری کو اُنہوں نے ثانوی مرتبے میں پیش کیا ہے۔ —

اس پر آپ کہتے ہیں

> یہ کیسے معلوم ہوا؟ مفتی صاحب کے کلام میں کیا اس کی تصریح ہے؟ [یلغار ص۱۸]

جی ! اور وہ **بھی** ہے اور ذیل انتصار میں تحریر جواب دعوی سے وہیں موجود ہے۔ اور کیا ظاہر یہاں کافی نہیں؟.....

اور یہیں سے ظاہر کہ ثانیہ کی حیثیتِ مؤیدانہ کے آثار حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کی تحریر جواب دعوی میں موجود ہیں۔ وہ حضرت مصنف علام کا مفروضہ نہیں جیسا کہ آپ نے کہہ دیا۔ حتی کہ یہاں تک لکھ دیا کہ

> یہ ساری صفائی مفتی صاحب کی رحلت کے سالہا سال بعد بیکار ہے کہ اس کا دارومدار مفتی صاحب کے اس بیان پر ہے جس کو مجلس

استفسار میں ثابت نہ کرسکے۔ حالانکہ ....[قائل]..... حاضر مجلس تھا۔ پھر اس سے اس تناقض کا کیا مداوا ہوا؟ [یلغار ص ۱۸ ، ۱۹]

حضرت ! یہ ساری صفائی جب حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی تحریر جواب دعویٰ ۲۰ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ میں موجود ہے تو کیا وہ تحریر آپ کی رحلت کے سالہا سال بعد کی ہے؟ ....

ہاں یہ کہئے کہ آپ کو نظر نہ آئی اور اب سالہا سال بعد آپ کی جانب نے چیخ پکار مچائی تو حضرت مصنف علام نے اپنی نظر خداداد سے ذیل انتصار میں دکھائی۔

اور یہ تناقض تو آپ کی جانب کا وہم تراشیدہ ہے جس پر شرح و بسط کے ساتھ کلام [ص ۱۳ ، ۱۴ پر] گذرا۔

اتنی اور گذارش کہ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی رحلت کے **سالہا سال بعد یہ الزام کی اشاعت** اور وہ بھی نافہمی پر مبنی اور قدم قدم پر زلتِ نظر سے دوچار اس سے **ادعائے الزام کا کیا مداوا ہوا؟**

اپنے دعاوی صواب یا خطاء اور کلام مظنون یا مزعوم و موہوم جو کچھ تھا اُن کے حین حیات اُنہیں بھیجتے یا شائع کرتے اپنے آخری مکتوب بنام حضرت ذی علم ۲۸/ ۴/ ۲۰۰۲ء میں وہ تو صاف لکھ چکے تھے

"____ ہاں کوئی تحریر آئی تو ہم جواب کے لیے تیار ہیں۔ گوندیا کے گالی نامہ میں یہ بھی دھمکی دی گئی ہے ہمارے خلاف بریلی شریف میں (شاید کفر کا

فتویٰ تقسیم کیا جائے گا اگر مرکزی دارالافتاء سے وہ فتویٰ جاری کیا گیا تو دیکھنے کے بعد ہی ہم کچھ عرض کریں گے "____

پھر ذیلِ انتصار ص۱۲ میں جو تھا کہ

____" ان کے نزدیک ارادۂ یقین کا افادہ تو اولیٰ سے ہولیا "____

اس پر آپ لکھتے ہیں

محل منع میں ہے کیسے ہولیا؟ [یلغار ص۱۹]

اس کی تو حاجت نہ تھی حضرت مصنف علام نے خود اسے ذکر کے جواب دے دیا تھا۔ پھر استفسارات میں میں عرض کر چکا تھا کہ

____ بعد ہزار کلام کیا کسی ذی علم کی طرف انتسابِ عناد پر جزم لا کلام شرعًا سہل سی بات ہے؟ یا محتاجِ شدید اثبات ہے؟ ____

ص۹ نیز ص۱۹ کا کلام یہاں تازہ کر لیجئے۔

پھر حضرت مصنف نے فرمایا تھا

____" ثانیہ حیثیتِ مؤید میں ہوا نہ کہ مثبت میں "____ [ذیل انتصار ص۱۲]

یہ آپ کو برداشت نہ ہوا پھڑک کر بول پڑے

کیا حیثیتِ مؤید میں مصادرۃ علی المطلوب جائز ہے؟ [یلغار ص۱۹]

میں کہتا ہوں تو کیا موجب کفر و ضلال ہے؟

اگر نہیں تو مصادرۃ علی المطلوب ہونا کیوں نہیں لازم آیا [یلغار ص۱۹]

یہی سہی تو اس سے کیا لازم آیا؟ علیک بالمراجعة الی ما القینا علیک

[ص ۹ ، ۱۷ ، ۱۹ ، ۳۱]

اسی کے بارے میں آپ نے لکھا ہے

دوسری نشست دوسرے دن ہونا قرار پائی۔ مفتی صاحب حاضر نہ ہوئے اگر ثبوت رکھتے تھے تو حاضری سے فرار کیوں اختیار کیا؟ [یلغار ص۱۰]

حضرت ! یہ عدم حاضری بے ثبوتی میں **متعین** کیا ظاہر بھی ہے؟......

[ملاحظہ ہو ص ۱۷ ، ۱۹ ، ۳۱]

خصوصًا اس حالت میں کہ اُن کے مکتوب ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں بہت وجوہِ بے اعتمادی کا ذکر موجود ہے۔ آپ کی جانب سے اُن کا کیا جواب اُنہیں دیا گیا تھا؟

اولٰی پر مفتی صاحب نے کیا ثبوت پیش کیا؟ نہیں کیا تو کیا یہ محض بے سروپا باتیں نہیں [یلغار ص۱۹]

کیا کہوں طمانیت سے خالی شکویٰ سے مملو آپ کی اس مجلس ناگپور میں ثبوت پیش نہ کرنا **کیا** اس میں **متعین در کنار ظاہر بھی ہے؟** کہ اس متوفّٰی کے مصلین جنازہ اور اُس کے طعام چہلم کے تناول کی نسبت قائل کی طرف سے استفسار حکم گوندیا مجلس میں ہوا ہی نہیں؟........

حضرت ! کس بے باکی سے **محتمل عدم ثبوت** کو **متیقن ثبوتِ عدم** ٹھہرا رہے ہو۔ ص۱۹ کا کلام پھر دیکھ لیجئے

آگے آپ نے لکھا

وہ محمل حسن کیا ہے؟ اور مفتی صاحب کو کیا مفید؟ [یلغار ص۲۰]

محمل حسن تو ذیل انتصار میں خود مذکور ہے۔ اسے حذف کر کے آپ خوامخواہ پوچھ رہے ہیں۔

اور افادہ پر اگر آپ کو کلام ہے تو جب اس محمل کے بغیر بھی الزام عناد یا تعیین جزاف نا ثابت تو آپ کا کلام خود آپ کو کیا مفید؟........ پھر اس کے لیے اور اس سے آگے اپنے فضول کے لیے ص۱۷ کا کلام دیکھ لیجئے۔

حضرت ! ہم کوئی محمل حسن پیش کرتے ہیں آپ کی رگ پھڑک اٹھتی ہے آخر کیوں؟...... کیا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے نہیں فرمایا؟ کہ

___ ‘‘ ہر عامی مسلمان کے لیے حکم ہے کہ اُس کے ہر قول و فعل کے لیے ستر محمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء و مشائخ ’’___

[فتاویٰ رضویہ نہم نصف آخر ص۱٦۹]

آپ لکھتے ہیں

حکم کفر یا ضلال یا حکم فسق کب تک نہیں ، جب ان کے فہم میں نہ آئے۔ لیکن جب فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ ، ص ۱۸ ، کی عبارت واضحہ بار بار دکھائی گئی۔ تفہیم بسیار کرا دی گئی۔ اور ان کے فہم میں پھر بھی نہ آسکا کہ عدم علم کی بناء پر ......[قائل]...... معذور و بے قصور ہے۔ تو اب وکیل صفائی بتائیں کہ۔ کیا عدم علم۔ علم وجود ہے۔ یا معدات سے ہے۔ جب نہیں۔ تو پھر کیونکر حکم کفر

مفتی صاحب پر عود نہیں کرے گا؟ [یلغار ص٢٢]

عدم علم پر انہوں نے تکفیر قائل کہاں کی ہے؟ اُن کا یہ کلام کہ اُنھوں نے قائل سے کہا تھا ___" کفر کا حکم تو آپ پر نہیں ہوگا "___

اسے خود حضرت ذی علم نے اپنے مکتوب میں نقل کیا۔ اور خود آپ نے لکھا ہے

مفتی صاحب قائل سے متوفی کی نماز جنازہ پڑھانے پر حرمت سے توبہ کا مطالبہ کررہے تھے۔ [یلغار ص٧]

تو اب یہ عدم علم پر اُن کی طرف تکفیر کی نسبت کہاں سے آگئی؟........ اعتراض کی ترنگ اور ایراد الزام کے جوش نے آپ کو کہاں پہنچایا ہے۔

بقیہ کلام عنوان دوم میں ص ٣٩ سے ملاحظہ کیجئے۔

حضرت ! یہی سب **آپ کے وہ دلائل ہیں** جن کے بارے میں آپ نے لکھا

مفتی غلام محمد خاں کی تحکیم۔ نہ یقین پر۔ نہ ظن غالب ملحق بالیقین پر۔ بلکہ تعیین جزاف پر۔ اور اسی پر دلائل قائم [یلغار ص٢٣]

تو ان میں کون کلام سے بچا؟

اب حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے اوپر جس الزام کا آپ نے ادعاء کیا کہ .... اُنہوں نے بے ثبوتِ شرعی تکفیر مسلم کی .... [یلغار ص٢٣ ، ٢٢ ، ١٠]

اس ادعائے الزام پر حق و انصاف اور دیانت و متانت سے کچھ غور فرمائیں گے؟

اور عود پر تو کیا کہوں

○ خوارجِ مخذولہ نے امیر المومنین کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی معاذاللّٰہ تکفیر کی پھراُن پر حکم کفر نہیں پلٹا ـــــ اُن میں کچھ بعد تفہیم اُسی تکفیر پر مصر رہے پھر بھی حکم کفر نہیں پلٹا ـــــ تفہیم بھی کیسی؟......... کہ چشم فلک نے کم دیکھی ہوگی۔ عبادلۂ ثلٰثہ اور چنیدہ مجتہد صحابہ میں سے ایک حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کی تفہیم۔

○ وہابیۂ غیر مقلدین ماضیہ نے کس جرأت و جسارت سے مسلمانوں کی تکفیر کی اور پھر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے یہ احادیث مبارکہ جن میں کفر عود کرنے کا بیان ہے نیز دربارۂ عود کلماتِ فقہائے کرام سب بیان کرنے کے بعد تحقیق یہ پیش فرمائی کہ عود نہیں کرے گا۔ فرماتے ہیں [ج ٣ ص ٣١١]

ـــــ" ان ھھنا فی کلمات العلماء اطلاقا فی موضع التقیید ، ھذا ھو التحقیق عند الفقھاء الکرام ایضًا ، واما الاحادیث فمؤلۃ عند المحققین "ـــــ

ولہذا تنویر الابصار و در مختار بیان تعزیر میں جو تھا

ـــــ" (وعزر) الشاتم (بیا کافر) وھل یکفر ان اعتقد المسلم

کافرًا نعم والا لا بہ یفتی "ـــــ [رد المحتار ج ٣ ص ٢٠١]

اس پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے فرمایا [جد الممتار ج ٥ ص ٣٨٧]

ـــــ" قولہ ، ای : الدّر : کافرًا

ای : باعتقاد عقائد الاسلام ، امّا اذا اعتقدہ کافرًا بسببٍ فلا "ـــــ

نیز جلد سوم ہی میں فرمایا ہے

____ " اگر تاویل کا قدم درمیان نہ ہوتا تو کیا کچھ ان کے بارے میں کہنا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ دین پر استقلال اور کلمۂ طیبہ کا ادب واجلال بمنہ و کرمہ ہم **اہلسنّت** ہی کو عطا فرمایا ہے کہ بد مذہبان گمراہ ہماری تکفیریں کریں ہم پاس کلمہ سے قدم باہر نہ دھریں **وہ ہر وقت اس فکر میں کہ کسی طرح ہم کو مشرک بنائیں ہم ہمیشہ اس خیال میں کہ جہاں تک ممکن ہو اُنھیں مسلمان ہی بتائیں** "____ [فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۹]

○ اور دیکھو جلد ششم [ص ۱۲۵] میں فرمایا

__ " نماز سے انکار یہ بھی ہے کہ وہ کہے .... میں نہیں پڑھوں گا .... اس قدر سے کافر نہ ہوگا۔ جس نے اُس کے انکار پر حکمِ کفر لگایا خاطی ہوا "__ مختصرا

کیا یہاں تکفیر مسلم نہیں؟ پھر کیوں نہیں پلٹا؟

بلکہ **محض خاطی ہونے کا حکم تو سنیت سے بھی خارج نہیں کرتا** چہ جائیکہ اسلام سے۔ چنانچہ

____ " روح بعدِ ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی یہ **عقیدہ اجماعی ہے** مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحالِ ناواقفی اس کا خلاف کرے اُسے اہلسنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار **خاطی** ہے و **بس** "____ [فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۸۰]

○ اور ہفتم میں ہے

____ " مسلمان پر حکمِ کفر عائد کرنا اگر بوجہِ جہالت و نادانی ہے تو

گنہ گار ہے توبہ چاہیئے "____ [فتاوی رضویہ ج ۷ ص۳۹۲]

کیا یہاں تکفیر مسلم نہیں؟........ پھر کیوں نہیں پلٹا؟........

یہ **نظائر تفریعات** اور وہ اصل اصیل کہ

یکفر ان اعتقد المسلم کافرا باعتقاد عقائد

الاسلام . اما اذا اعتقده کافرًا بسببٍ فلا

سب کیا بتاتے ہیں؟ تکفیر مسلم سے عودِ کفر کا مدار کیا ٹھہراتے ہیں؟

وہ بات دیکھو جس کے سبب تکفیر کرنے والے نے تکفیر کی۔

یہاں میت کی نسبت جو افعال بیان کئے جاتے ہیں فی نفسہ اُنہیں آپ ہوں یا ہم یا کوئی اور کون ہے جو کفر نہ کہے گا؟

یونہی فی نفسہ قولین سابق و لاحق کا معنی یعنی " ایک مبتلائے کفریات کو مسلمان کہنا " اسے بھی آپ یا ہم یا کوئی اور سب کفر ہی کہیں گے۔

نزاع جو کچھ ہے اس کفر کی نسبت میں ہے۔ آپ منکر ہیں۔ اور حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے قائل کی طرف کی ، اور صرف بطور لزوم۔ (۱) تو .... کسی

---

(۱) جیسا کہ قائل کے نام یکم مئی ۱۹۹۹ء کو لکھے گئے مکتوب میں ہے کہ

____" آپ نے توبہ کی تو کم از کم [آپ کے نزدیک متوفی کی نسبت] تبین پر کفر کا حکم لازم آئے گا "____

اور پھر ایسے ہی کو مسلمان کہنے کے سبب اُنہوں نے قائل پر حکم کفر دیا

جیسا کہ آخر مکتوب ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ سے [ص۵۷ میں] گذرا ، تو اُن کی ←

مسلمان کو عقائد اسلامیہ کا معتقد ہونے کے سبب معاذ اللّٰہ کافر کہنا .... ہرگز ہرگز متحقق نہیں۔ لہٰذا وہ نفی کہ

اما اذا اعتقدہ کافرًا بسببٍ فلا

یہ تو صاف صاف صادق ہے ہی ، مزید برآں انتساب میں اگر وہ صواب پر ہیں تو اُن کے ذمہ اس انتساب سے کوئی الزام ہی نہیں ، ورنہ غایت درجہ اُن کی خطاء فی الفہم ہوگی۔ الزام شنیع بہرحال نہیں۔

← طرف سے مذکور بالا تصریح کے پیش نظر یہ لزوم ہی ہوا۔ ولہٰذا ۲۸/ ۹/ ۲۰۰۱ء کے مکتوب بنام حضرت ذی علم میں اُن کا کہنا کہ

"...... [قائل] ...... کا کفر یقیناً ثابت ہے آپ کی تاویلات اور بلا تحقیق آپ کا گوندیا اور ناگپور کا بیان انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا ...... [قائل] ...... پر فرض ہے کہ وہ خود اپنے دل سے فتویٰ طلب کرے اور توبہ و تجدید ایمان کر لے "

یہ تصریح بالا سے لزوم ہی پر محمول اور اُن کی نظر میں ویسا ہی ہے جیسا کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اوائل کوکبۂ شہابیہ [ص۱۰] میں فرمایا

" بلاشبہ وہابیہ مذکورین اور اُن کے پیشوائے مسطور پر حسب تصریحاتِ جماہیر فقہائے کرام حکم کفر ثابت و قائم "

اور اسی لیے مکتوب یکم مئی ۱۹۹۹ء کے اوائل میں قائل کو اُن کی طرف سے لکھا گیا تھا کہ

" متبین پر بھی تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم ہوتا ہے اور سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس کفر کا ذکر فرمایا ہے "

اور اس کی **نظیر وہ ہے** جو جلد دوازدہم میں ہے کہ دو حضراتِ علماء میں ایک جانب سے دوسری جانب کی تکفیر ہوئی وہاں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جانب صادر کو خاطی بھی نہیں فرمایا گنہ گار بھی نہیں فرمایا بلکہ دوستانہ متنبہ کیا۔

نیز وہ تکفیر از جانب علامہ جزری و ملا علی قاری جس پر حضرت تاج الفحول قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اُنہیں اپنی جانب سے حُسنِ ظن کا حقدار جانا اور اُن کی بارگاہ میں بے ادبی کو ناروا مانا۔

ہاں تو آپ کیا یہاں کہہ سکتے ہیں کہ امام اہلسنّت اور حضرت تاج الفحول قُدِّسَ سِرُّہُمَا نے متفق علیہ حدیث پاک کو معاذ اللّٰہ فراموش کردیا؟ اور معاذ اللّٰہ اس پر بھی ہاتھ صاف کردیا ؟

جیسا کہ یلغار کے اول و آخر میں آپ نے حضرت مصنف ذیل انتصار مَتَّعَنَا اللّٰهُ تَعَالیٰ بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ کے متعلق بے محابا بول دیا

اے کاش ! آپ نے

کچھ خوف خدا کیا ہوتا خطرۂ روز جزا کچھ تو سوچا ہوتا

بحمدہ تعالیٰ حضرت مصنف علام اور اُن کے ارشاد و ہدایت سے ہم غلامانِ امام اس مسئلے میں اسلاف اور امامِ اہلسنّت کا دامن تھامے ہیں۔ اور ہر مسئلے میں یہی اُن کی اور ہماری آرزو ہے تمنا ہے ، اور اسی کی اپنی جانب سے ہر ممکن جدوجہد ہے۔

اللہ پاک اپنے ان بندگان با اختصاص کی سچی پیروی دے سچی پیروی پر رکھے اور آخرت میں ان کے زیر سایہ جگہ عطا فرمائے آمین

کلام بر زوائد و شوارد

حضرت مصنف نے ذیل انتصار [ص۱۲] میں فرمایا تھا

____" غایت درجہ خطافی الفہم ہوگی "____

اسے آپ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے ثمرۂ شناعت کی اس سے حصول یابی کی خاطر اس کی آبیاری میں لگ گئے کہ

> جی ہاں۔ خطافی الفہم ہے۔ مگر کیا ایسی معمولی بات میں۔ جس کا فہم چوک جائے۔ اور محض بلا دلیل برخلاف اجماع ، مباح بلکہ واجب کو حرام ٹھہرائے [یلغار ص۲۰]

حضرت شہادتیں آپ کے پیش جانب گذریں کیا اب بھی آپ کی جرأت رِندانہ کچھ دائرۂ حزم و شعور میں نہ آئے گی؟ آپ ابھی بھی .... مباح بلکہ واجب کو حرام ٹھہرانا .... یونہی مطلق بولتے چلے جائیں گے؟

بقیہ کلام اور

> منطبق ہی نہیں [یلغار ۲۰]

کا رفع **عنوانِ دوم** میں [ص۳۵ سے] دیکھئے

پھر یہاں آپ نے لکھا

> کیا اس کی خطاء اجتہادی ہوسکتی ہے [یلغار ص۲۰]

اور آگے لکھا

> کیا یہی منصب مجتہد کی شان ہے [یلغار ص۲۱]

حضرت ! آپ سمجھتے نہیں ہیں اور بولنے لگتے ہیں۔

خطائے مجتہد کا ذکر ذیل انتصار میں جلد سوم [آخر ص۸۰۰] سے فہم مقصود کی تسہیل کے لیے ہے جو کہ قسم اخیر ہے۔ یہاں آپ کو دشواری تھی تو الحاصل کے تحت [ص۱۵میں] دیکھ لیتے کہ وہاں مقصود پر اکتفاء ہے۔

●

ذیل انتصار میں تھا

____" علامہ علی قاری کا حضرتِ شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ پر اعتراض جسے امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ ___ خطاء فی الفہم سے تھا ___ وہ اعتراض کیا تھا؟........ اور اس اعتراض میں اُنہوں نے کیا کچھ کہا؟........ کیا کچھ لکھا؟........ اسے اُن کے ارشاد میں دیکھئے جنہیں امام اہلسنت نے تاج الفحول کا لقب دیا اور جن کی نسبت فرمایا کہ ___ اُن پر اصول و فروع وعقائد و فقہ سب میں اعتمادِ کُلّی کی اجازت ، اور آنکھیں بند کرکے اُن کے فتوے پر عمل روا ______ [ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۰ ، ۱۳۱] یعنی علامہ شاہ عبد القادر بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ وہ فرماتے ہیں

_____" اس قدر اور بھی جان لینا چاہئے کہ میں باوجود **اعتقادِ ولایتِ** حضرت **شیخ** [ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ] جن بعض علمائے شریعت نے مانند **علامہ جزری** وملا علی **قاری** وغیرہ کے حضرت شیخ پر اعتراضات کیے ، بلکہ بنظر بعض اقوالِ منسوبہ کے کلمات تحقیر بلکہ **تکفیر** کے بھی لکھ دیئے ہیں ، میں اُن کی جناب میں بھی **بےادبی کا**

روادار نہیں ہوں۔ کہ اُن کے ساتھ میں حُسنِ ظن رکھتا ہوں۔ یہ فعل اُن کا بھی موافق اُن کی فہم کے بحمایتِ شریعت وقصدِ حقانیت ہے ، نہ نفسانیت و شیطانیت سے۔ "ـــــ [مکتوب حضرت تاج الفحول مشمولہ رغم الهازل صفحۂ آخر]

دیکھو ! علامہ جزری وملا علی قاری نے اپنی فہم کے مطابق حمایتِ شریعت میں حضرتِ شیخِ اکبر پر تکفیر جیسا حکمِ شرعی تک لکھ دیا ، مگر تھا یہ خطاء فی الفہم سے ، لہذا اُن پر کوئی سخت حکم نہیں۔

پھر یہ شاہد مانحن فیہ سے کس درجہ موافق ہے ، کہ تکفیر از جانب علامتین کا منشا نسبت ہے۔ اگر نسبت درجۂ ثبوت کافی میں ہوتی تکفیر میں وہ دو حضرات منفرد کیوں رہتے ؟......... اور یہ قابلِ توجیہ سہی تو یہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ یہ اُن کی خطاء فی الفہم ٹھہرتا ، حالانکہ ٹھہرا ہے تو لا جرم وہ درجۂ ثبوت کافی میں نہیں ، اور پھر بھی اُن حضرات پر اس کے سبب کوئی سخت حکم یا الزام نہیں ، یہی تو ہم مانحن فیہ میں کہتے ہیں۔ "ـــــ [ذیل انتصار ص ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷]

اس پر آپ لکھتے ہیں

نفس اقوال۔ کلمات تحقیر وتکفیر پر دال [یلغار ص ۲۳]

اقوال کس کے ہیں ؟ اور کلمات کس کے ہیں ؟ کیا اقوال منسوب بہ حضرت شیخ قُدِّسَ سِرُّہُ قطع نظر از نسبت دال ہیں ؟ اور وہ کلمات تحقیر وتکفیر مدلول ہیں ؟ جو اُن دو حضرات نے لکھے ؟

استغفر اللّٰہ۔ اردو عبارت سمجھنے میں اتنی خطاء ؟ اور آپ کے خلص

احباب میں سے کسی نے یہ نہ دیکھا؟ یا دیکھا اورکوئی اس خطاء پر متنبہ نہ ہوا؟ اور پھر حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ پر تعیین جزاف کا دعویٰ؟

آگے آپ لکھتے ہیں

> جب بعد میں واضح ہولیا کہ شیخ کے وہ اقوال نہیں بلکہ غلط الحاق و انتساب [یلغار ص۲۳]

قبل وضوح اُن دو حضرات نے جو انہیں حضرت شیخ قُدِّسَ سِرُّہٗ کے **اقوال جانا** اور **ان اقوال کا حضرت شیخ کی طرف انتساب مانا وہ کس دلیل سے؟** یہ تو کھولو پھر سمجھ میں آجائے گا کہ وہ گمان تھا یا جزم و یقین۔ اور یہ ذرا پہلے ہی سوچ لو کہ **انتساب پر جزم و یقین کی شرعاً سبیل کیا ہے؟**

پھر آپ نے لکھا

> تو شیخ پر کوئی الزام شنیع نہیں [یلغار ص۲۳]

یہ شاید آپ نے دیکھا دیکھی لکھ دیا اور **مطلق الزام کی نفی کے ایہام کا خیال نہ کیا**، اور نہ سوچا کہ مقتضائے مقام **یکسر پاکدامنی** ہے۔

کاش جذبۂ محبت و اعتقادِ حرمت کو دروں خانہ سے اس ندائے آزادانہ کی رخصت ہوتی کہ خبردار کس بلند پایہ عظیم مایہ شیخ کی بارگاہ میں ہو دل کو فرطِ عظمت میں ڈبالو زبان کو پاسِ ادب کی لجام دو اور سنبھل کر بولو جو بولو اللھم ارزقنا ھذہ فی الدنیا وانفعنا بھا فی الآخرۃ

پھر آپ نے لکھا

بعد بعدت زمانہ علامہ جزری و ملا علی قاری پر بھی شناعت کا الزام مرفوع کہ ان دو حضرات کو انتساب کی تغلیط کا علم نہیں [یلغار ص۲۳]

اول تو انتساب جو مانا اُس کی علت کیا تھی؟ پھر اُن کے لیے یہ عذر کہ تغلیط کا اُنہیں علم نہیں اس کی علت کیا ہے؟ اگر بعد زمانہ تو اسے ایسا کیا دخل ہے؟ کہ یہ نہ ہو تو کسی سے نہ ازراہِ خطاء غلط انتساب ماننا وقوع میں آئے؟ اور نہ ہی عدم علم تغلیط اس کے لیے شرعًا عذر مانا جا سکے؟......... دیکھو

—" حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے ، بلکہ اَنَا الْاَحَقّ — ابتلائے الٰہی کے لیے سامعین کی فہم کی غلطی تھی "— [فتاوٰی رضویہ ج ۱۲ ص ۱۹۶]

یہاں بعد زمانہ کہاں ہے؟ اور خطاء فی الفہم ہے

پھر آپ نے لکھا

لیکن مانحن فیہ میں۔ مفتی غلام محمد خاں کی تحکیم۔ نہ یقین پر۔ نہ ظن غالب ملحق بالیقین پر۔ بلکہ تعیین جزاف پر۔ اور اسی پر دلائل قائم لیکن اصرار بر بنائے انانیت یا بمصالح طلب دنیا یا بغیرت عوام و خواص قرب ناگپور و مضافات اپنے غیر شرعی موقف پر اڑے رہنا [یلغار ص۲۳]

یہ سب آپ کے دعوے ہیں اور یہاں ان کا شمار اور بھی بڑھا کر آپ نے اپنے سر بار بڑھا لیا ہے اور سب بے دلیل۔

ہاں مجھے سہو ہوا دلیل تو آپ نے دے دی ہے وہ کیا؟ یہ جو آپ نے کہا

اسی پر دلائل قائم [یلغار ص۲۳]

یہی آپ کی دلیل ہے۔

پھر اسی کے بعد آپ نے لکھا

یہ ان اقوال منسوبہ کے قبیل سے نہیں کہ مفتی صاحب کے لیے حسن ظن رکھا جائے اور بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنے پر داد و تحسین دیدی جائے [یلغار ص۲۳]

اولًا :۔ اقوال منسوبہ اُس تکفیر کی وجہ ہیں جو علامہ جزری و ملا علی قاری کی طرف سے وقوع میں آئی اور پھر وہ اس تکفیر میں معذور ٹھہرے۔

کیا یہاں بقول آپ کے حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة کا اصرار اُس الزامی تکفیر کی وجہ ہے؟ جو حضرت عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة کی طرف سے وقوع میں آئی؟.......

حضرت ! انطباق کا سلب و اثبات بھی تو آپ کو نہیں آرہا ہے اور پھر دعوی اتنا بلند بانگ ہے

ثانیًا :۔ تب تو آپ لوگ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ کو بھی غلط بات پر داد تحسین دینے والا سمجھتے ہوں گے؟ کہ امام نے اعتراض کو فرمایا

____" صحیح نہیں "____ [فتاویٰ رضویہ نہم نصف آخر ص۱۹۶]

اور پھر داد دی۔ حضرت ! کچھ تو سمجھ کر بولا کیجئے۔ غصہ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے

پھر آپ نے عجب گل کھلایا کہ

مفتی غلام محمد خاں کی تحکیم .... تعیینِ جزاف پر ہے [یلغار ص۲۳]

تحکیم کا معنی ہے : حَکَم بنانا۔ [تاج و قاموس و صراح] اُنہوں نے حَکَم بنایا تھا آپ کے معتمدین کو اپنے اور قائل کے معاملے میں۔ اور اسے آپ کی جانب نے بلا اکراہ قبول کیا تھا۔ کیا یہی اُن کی تحکیم تعیین جزاف پر تھی؟...... اور آپ حضرات کو مقبول و منظور بھی تھی؟...... حضرت کتنی ٹھوکریں کھا رہے ہو۔

●

گمان کو عذر ٹھہرانا اس بات کا غماز ہے کہ وکیل صفائی کے نزدیک بھی یہ ظاہر ہے کہ مفتی صاحب نے بلا ثبوت شرعی تکفیر مسلم کی ہے [یلغار ص۲۱]

یہاں ذیل انتصار میں لوحِ صفحہ پر جلی خط سے لکھا ہے

"بالفرض یہی سہی" [۲۲]

جو محامل حسن حضرت مصنف نے پیش فرمائے جن کے آثار حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی تحریرات میں موجود ہیں جیسا کہ میں نے صفحات گذشتہ میں دکھایا اُنہیں تو آپ نے دیدہ دلیری سے مفروضہ کہہ دیا۔ اور یہاں اس صاف صریح مکتوب بہ خط جلی **بالفرض یہی سہی**

کو بے دھڑک تنگنائے امکان و احتمال سے نکال کر وسیع فضائے اشارۂ و ظہور میں لے آئے ، اور اُس کا ظہور ظاہر ٹھہرالیا جو آپ کا مدعائے مطلوب تھا۔

کیا صرف اس لیے کہ اس میں آپ اور آپ کی جانب کی مطلب برآری تھی؟ اور اُن محامل حسن میں مطلب برآری نہ تھی؟

ورنہ یہ مآل کار کیسی خطائے فاحش ہے۔

حضرت ! آپ کی یہ اور کتنی ہی ماضیہ و آتیہ کو اقل درجہ خطاء فی الفہم کہوں تو بھی اُن کا شمار کہاں تک پہنچتا ہے؟ ایک مسئلے میں اتنی خطاء ؟ کم از کم اس آپ بیتی سے تو .... خطاء فی الفہم کیسی ہوتی ہے؟ .... اسے سمجھئے کہ آدمی آپ بیتی کو خوب سمجھتا ہے اور پھر اپنے ہی اوپر اپنے مسلمان بھائی کو قیاس کر کے اُس کی نسبت عذر مان لیجئے۔

> یہی تقریر ان کے حق میں امان اللہ پھلواری کے مسئلہ میں جائز نہیں ہو سکتی تھی [یلغار ص ۲۳]

بحمدہ تعالیٰ وہاں بھی حضرت مصنف نے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کو کسی حکم یا الزام سخت کا مورد نہیں گردانا۔

علاوہ ازیں میں استفسارات میں لکھ چکا ہوں

— مسئلۂ پھلواریہ میں رجوع ایک سنی نما کفر فروش خانقاہ سے امتِ مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کا مُثمِر تھا ، کیا ایسا ہی مسئلۂ دائرہ میں بھی ہے؟ .... یا کہ یہاں نفعِ بالا کی ملحوظِ نظر حضور مفتی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَة کا حصہ تھا؟ —

فافھم وتثبت ولاتزل۔ یہ گذارش اس لیے کر رہا ہوں کہ

حضرت ! اس تحریر میں جو فہم و تدبر کی تھوڑی بہت روش پر آپ ہیں اس سے بھی تنزل نہ اختیار کرنا اور ویسے نہ ہو جانا جنھوں نے درد دین و پاس دیانت کیا شرم و حیاء و تہذیب و شرافت سبھی کچھ تج دیا اور یہاں اور امثال مقام میں

جوتفوہ کرنا تھا کردیا۔

> گمان کو عذر ٹھہرانا اس کے مناقض ہے جو امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْبَارِی سے نقل کیا لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق ۔ یعنی بے تحقیق کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔
> الزام فسق یا کفر قائم ہونے کے لیے ویسا ہی یقین درکار ہے جیسا یقین اس کی برأت کے پہلے تھا۔ محض گمان ہرگز کافی نہیں کہ اب یہ باب اعتقاد سے ہے۔ جس میں یقین درکار ہے۔ [یلغار ص۲۰ ، ۲۱]

عقائد میں تو صرف یقین بالمعنی الاعم والمعنی الاخص معتبر ہیں۔ ظن غالب بھی وہاں معتبر نہیں۔ امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

___" والاذعان یعم الظن الغالب واکبر الرأی الملتحق فی الفقهیات بالیقین ، والیقین بالمعنی الاعم ، والمعنی الاخص ، المعتبرین فی العقائد "___

[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص۶]

اب بتایئے تکفیر از جانب فقہاء کس باب سے ہے؟....... اور کس یقین پر؟.......

ظاہر کیا افادۂ جزم و یقین کرتا ہے؟.......

الموت الاحمر [ص۳۲] میں ہے

___" عدم تعین ارادے پر ہم کو جزم نہ دے گا "___

اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

—— " صریح مقابل کنایہ ہے اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی۔ بہت فقہائے کرام کے نزدیک تکفیر میں بھی اسی قدر کافی۔ " ——

[الموت الاحمر ص۵]

پھر حضرت شہزادۂ نوری سیدی شاہ مصطفےٰ رضا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں

—— " جمہور فقہاء کے نزدیک اکفار کو متبین کافی۔ عامۂ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک۔ " —— [الموت الاحمر ص ۲۷]

تو یہ جمہور فقہائے کرام کو **آپ نے** مسلمان کی طرف بے تحقیق کبیرہ کی نسبت کرنے والا ٹھہرایا —— کیا یہی امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا مسلک ہے؟

حضرت ! آپ آدھی بات تھوڑی بہت سمجھتے ہیں اور اڑنے لگتے ہیں۔ ایسا مت کیجئے۔

—— " امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے ، کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترکِ معروف و ارتکابِ منکر میں مبتلا کر دیتا ہے " —— [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۹۰]

مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت میں احتیاط ضروری اور تحقیق درکار ہے

تو

جس نے نسبت کر دی اُس کی طرف .... " بلا تحقیق و بغیر احتیاط ایسی نسبت

کردینے ''......... کی نسبت کرنے میں بھی احتیاط ضروری اور تحقیق درکار ہے

پہلی جگہ اگر آپ نے شرع مطھّر کی اتباع میں احتیاط برتا ہے

تو دوسری جگہ خود کو بے شعورانہ اتباع سے آزاد مت کیجئے بلکہ باہوش ہوکر وہی روش اتباع و احتیاط چلئے۔

دیکھئے

وہ حضراتِ علماء ہی ہیں جو اسی حکم شرع کہ

بغیر تحقیق مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت روا نہیں۔

کے پیش نظر جعدہ کی طرف سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عِنُہٗ کو زہر دینے کی نسبت کرنے سے گریز و احتیاط کرتے ہیں۔

مگر جن حضراتِ علماء نے یہ نسبت جعدہ کی طرف کی اِنہیں وہ سالکان روش احتیاط **کیا** اس حکم بالا کا مخالف ٹھہرا سکتے ہیں؟

حضرت شاہ زادۂ نوری سیدی شاہ مصطفےٰ رضا رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عِنُہٗ فرماتے ہیں

______ '' جعدہ کی طرف قتل امام عالی مقام کی نسبت کو علمائے اَعلام ائمۂ کرام نے مقرر رکھا ہے تو وہ محض بے سروپا حکایت نہیں کہ کسی مؤرخ نے یوں ہی اپنے ظن و تخمین سے اختراع کی ہو اور قیاسی ڈھکوسلوں سے گڑھ لی ہو اور پھر عوام میں مشہور ہوئی ہو۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو علماء اور ائمہ ہرگز اُسے مقبول نہ ٹھہراتے مقرر نہ رکھتے اپنی تصانیف میں خود جعدہ کی جانب نسبت نہ کرتے۔

بلکہ وہ یقیناً اُسی زمانہ سے مشہور و مستفیض خبر کی حیثیت سے منقول ہوئی۔ اس لیے علماء و ائمہ نے اس کا اعتبار فرمایا۔

جو علماء جعدہ کی جانب قتل امام کی نسبت سے راضی نہ ہوں نہ ہوں۔ **نہ** نسبت کنندہ علماء کو اُن پر کسی طعن کا موقع ہے **نہ اِنھیں** اُن پر جو جعدہ کی جانب نسبت نہیں کرتے۔ وہ اپنے زعم میں اسے **احتیاط** جانتے ہیں۔ کہ قتل وہ بھی قتلِ امام حسن جرمِ اشد و اعظم ہے۔ اور **بے قطع کسی مسلم کی جانب ایسے جرم کی نسبت جائز نہیں**۔ "___ [فتاویٰ مصطفویہ ص ۴۶۰ ، ۴۶۱]

خود سیدنا امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی جو حکم بالا کے قائل ہیں اور اسی پر عامل ہو کر یزید پلید کو کافر در کنار ، سکوت و کف لسان کا مستحق بھی نہیں مانتے بلکہ مومن فاسق ٹھہراتے ہیں

[ملاحظہ ہو احیاء علوم الدین ج ۱ جزء ثالث ص۱۶۲ ، فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص۱۵۴]

مگر جن ائمہ نے اُس پلید کی تکفیر کی یا اُسے مومن سمجھنے سے گریز کر کے اُس کے بارے میں سکوت فرمایا اُنہیں امام غزالی معاذ اللّٰہ کوئی الزام دینا درکنار ، ادب و تعظیم و عقیدت و محبت کا حقدار جانتے ہیں۔

آپ نے اُن کے ارشاد کی گہرائی نہ پائی اور مہلکوں کے قریب پہنچے۔ لیکن .... اس کا سبب کیا ہوا؟ .... اس پر آپ کچھ غور فرمائیں گے؟

آپ کا یہ بھائی اگر آپ اُس کی سنیں تو عرض گذار ہے کہ

گمان جو حضرت مصنف نے ذیل انتصار میں فرمایا تھا اور وہ بھی تحققا

نہیں صرف تقدیرًا اوروہ بھی نہ وجہ جواز تکفیر ہونے کے بطور بلکہ محض اس کے وجہ تکفیر ہونے کی نفی کے بطور اُسے آپ نے یہاں مرتبۂ ظن و تخمین میں لے لیا حالانکہ اثنائے یلغار میں آپ سنبھل گئے تھے اور گمان سے صلاح عذر کی علی الاطلاق نفی سے اباء پر آگئے تھے کہ

پھر اشتباہ و گمان جو کسی اصل شرعی سے ناشی ہو وہ معتبر ہے ؟ یا مجرد اشتباہ و گمان جو کسی اصل شرعی سے ناشی نہ ہو [یلغار ص۱۶]

اب بتائیے شہادت اصل شرعی ہے یوں ہی تواتر تو خبر مشہور **کیا** اصل شرعی نہیں؟ اقرار کی مقر پر حجیت **کیا** اصل شرعی نہیں؟ متبین و متبادر کی حجیت **کیا** اصل شرعی نہیں؟

●

پھر یہاں حضرت مصنف کے لیے آپ کے قلم جسارت سے نکلا کہ

مفتی صاحب کو تو آپ نے جگہ جگہ خاطی قرار دیا ہے [یلغار ص۲۱]

معاذاللّٰہ تب تو آپ لوگ سیدنا امام بخاری محدث ابن جوزی علامہ جزری ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِمْ کو بھی خاطی کہتے ہوں گے؟...... اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ پر بھی یہ شنیع تہمت رکھتے ہوں گے کہ امام نے ان حضراتِ علماء و محدثین کو خاطی مانا ہے؟......

آپ نے لفظ خطاء دیکھا اور خاطی کا اشتقاق کرلیا ــــ تو کذب دیکھ کر کاذب و فاسق اور کفر دیکھ کر کافر کا بھی اشتقاق کرلیں گے؟

کیا اسی روش فہم پر مبنی تھا وہ بیان کہ

> وہ [یعنی حضور مفتی اعظم مہاراشٹر عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة] اسی پراٹل رہے ......[قائل]...... بیشک کافر ہے

حضرت ! آپ اپنی جانب کو **کیا** معصوم یا محفوظ عن الخطاء سمجھتے ہیں؟ وہ جو بول دیں جو الزام دے دیں جو دعویٰ کر دیں اوروں کو مطالبہ تو مطالبہ استفسار کا بھی حق نہیں؟

احقر نے اگر کچھ بول دیا تو اُس پر یہ جبروتی حکم ہے کہ

> بے محل تکفیر فقہی و کلامی میں الجھانا چاہا ہے [یلغار ص۱۰]

حضرت ! اوروں سے مطالبۂ ثبوت کرنے میں تو آپ اندھادھند چلتے ہیں بجا بیجا محل بے محل کچھ نہیں دیکھتے۔

اور اپنی جانب کی بات آتی ہے تو زبان بند قلم سرد اور معتمد ذمہ دار مجلس نشست بس اسی کی پناہ لیتے ہیں۔

خیر اپنا فرض آپ جانیں ہمارے ذمے جو کچھ مطالبہ براہ انصاف ہوسکتا تھا وہ ہم نے بحمدہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّم صاف واشگاف تکمیل کو پہنچادیا۔

البتہ ان زلتہائے نظر پر آپ سے خیر خواہانہ عرض کرتے ہیں کہ

یہ سب امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے فتاویٰ و فرمودات کو نہ سمجھنے سے ناشی ہے۔ وہ اخبار یا مقالۂ نامہ نگار نہیں ، بحر ذخار ہے اُس میں شناوری ہر کسی کے بس کی بات نہیں

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ اُس کا خوف اُس سے خشیت اور خلوص نیت کے ساتھ جد و جہد اور اُس سے التجائے اصابت کے سوا یارا کیا ہے۔

●

حضرت مصنف نے فرمایا تھا

—" تاہم نفی اس وجہ صحت کی کہ مرتبۂ احتیاط میں ہو گنجائش رکھے گی "—

[ذیل انتصار ص ۷]

آپ نے اسے اپنی کج مج فہم سے یوں بنالیا

نفی وجہ صحت کی مرتبۂ احتیاط میں ہوگی الاحتیاط العمل باقوی الدلیلین مفتی صاحب نے اس حکم میں کونسی دلیل اقــــوىٰ پر عمل کیا۔ [یلغار ص ۱۸]

وجہ صحت کیا ہے؟ وجہ صحت کا مضاف کیا ہے؟ نفی کیا ہے؟ اور نفی کا مورد یعنی منفی کیا ہے؟ یہ جریدہ نہیں ہے دقائق و لطائف آگیں کلام ہے

غور کرو تہ میں ڈوبو پھر سمجھ میں آجائے گا کہ یہ وہی العمل باقوی الدلیلین ہے جس پر مشی ہمارے اساطین حضرات متکلمین کا مسلک ہے۔

پھر حضرت مصنف نے فرمایا تھا

—" اور حکم توبہ لحاظ موضع ظہور کی طرف ناظر "— [ذیل انتصار ص ۷]

اس پر آپ نے لکھا

> لحاظ موضع ظہور تو یہی تھا کہ ......[قائل]...... کو شرعًا غیر ملزم مانا جائے کہ اس کے اظہار سے یہی ظاہر تھا کہ وہ غیر ملزم ہے [یلغار ص ۱۸]

موضع ظہور خوب سمجھے۔

وکم من عائب قولا صحیحًا

وآفتہ من الفہم السقیم

حضرت ! برا نہ مانئے

__"کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل [ہے]"__ [الموت الاحمر ص ۳۴]

آپ مخلصانہ کوشش کیجئے اور سمجھ کر بولیے جو بولیے۔

ایسی ہی ناسمجھی آپ نے [یلغار ص ۱۴ میں] **حضرت مصنف** کے صاف شستہ کلام **ذیل انتصار** ص ۶ دربارۂ اباء پر کی ہے۔ اوراس کے ضمنی پر کلام ص ۶۲ میں گذرا۔

●

آپ لکھتے ہیں

> آنجناب اُس وقت جائے وقوع پر موجود تھے؟ جب مفتی صاحب ......[قائل]...... سے ......[متوفی]...... کی نماز جنازہ پڑھانے پر حرمت سے توبہ کا مطالبہ کررہے تھے [یلغار ص ۸]

موجود تو آپ کے معتمدین بھی نہ تھے پھر رفع نزاع کے لیے مدعو کئے گئے تو منظور کرلیا تو دوسروں سے یہ حق سلب مت کیجئے۔ نظر ایک رکھئے۔ اور خمسہ کو

اس کے بعد تشنۂ جواب مت سمجھئے۔ پھران کے مع سادس اوربھی جواب ماسبق میں گذرے۔

حضرت ! الزام آپ قائم کررہے ہیں تو مبنائے الزام کی تحقیق آپ سامنے نہیں لائیں گے؟..... اور اوروں پر یہ زبردستی کریں گے؟ کہ ہم نے کہہ دیا ''الزام ہے'' بس مانو

____ الزام کا شور تو آسمان کو پہنچا۔ تحقیق مبنیٰ اذہان الزام دہندگان کی چہاردیواری ہی میں محصور و مستور رہے گی؟

حضرت ! یہ آپ کیا کررہے ہیں؟ الزام آپ قائم کریں۔ اور ...... کیوں کیا ؟...... اس کی تحقیق دوسرے کریں .... ورنہ پھر الزام پر آنکھ بندکرکے آمنا صدقنا کہیں۔

حالانکہ آپ خود لکھ چکے ہیں

تکفیرہو یا الزام بےدلیل شرعی ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا [یلغارص۱۰]

اور یہ بھی لکھ چکے ہیں

الزام قائم ہونے کے لیے یقین درکار ہے محض گمان ہرگز کافی نہیں کہ اب یہ باب اعتقاد سے ہے [یلغارص۲۱]

تو پھر اپنی ہی تسلیمات و تصریحات کے برخلاف

یہ

دوسروں سے بغیر یقین آپ کی ہاں میں ہاں ملانے کا مطالبہ چہ معنیٰ ؟

کیا وہ جوآپ نے محض غلط اور بے بنیاد الزام حضرت مصنف علام پر رکھا کہ

> آنجناب نے مفتی صاحب کی تحریروں کو لوح محفوظ کی تحریریں تصور کرکے حکم شرع کی بنیاد رکھی ہے [یلغار ص۸]

اسے اپنی جانب کے حق میں منوانا چاہتے ہیں؟...... اور اپنی جانب کے لیے اسے شیر مادر جانتے ہیں؟......

حالانکہ اپنی تحقیق کا حال **دیکھئے**

اسی مذکورہ بالا عبارت میں آپ نے لکھا ہے

> جو شخص ہنوز کسی الزام فسق یا کفر سے بری ہے اس پر الزام قائم ہونے کے لیے ویسا ہی یقین درکار ہے جیسا یقین اس کی برأت کے پہلے تھا۔ [یلغار ص ۲۱]

حضرت ذرا بتایئے

وقت برأت وقت الزام ہے؟ یا الزام کا قبل؟

کہئے الزام کا قبل

تو

برأت کے پہلے

اُس قبل کا بھی قبل ہوا۔ اب نہیں معلوم یہ قبل کا قبل آپ کونسا وقت ٹھہرائیں گے زمانۂ صبا یا اس سے بھی قبل کا عالم ارواح وغیرہ۔

اور دیکھئے !

اسی رنگ میں بلکہ اس سے بڑھ کر ہے یہ کہ

اس پر فتاویٰ رضویہ کا وہ فتویٰ پیش کرنا جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی ہے ’’ مسئلہ بظاہر دقیق نہ تھا ‘‘ [یلغار ص ۱۷]

اس کی خوبی یہ ہے کہ خبر کی خبر نہیں۔

آپ معرکۂ تحقیق میں ہیں فہم و قلم کا یہ حال؟ اور دوسروں پر .... سمجھ میں آئے نہ آئے بس مانو .... کے احکام۔

اللہ پاک اہلسنّت پر رحم فرمائے صحیح سمجھ صحیح شعور عطا کرے۔ آمین

حضرت ! میرے جدّ کریم مفتی اعظم مہاراشٹر سیدی غلام محمد خاں صاحب قبلہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کا

اسلام اور سنیت دین متین کی خدمت اپنے متبعین و متعلقین
حتی کہ اطراف و جوانب کے مسلمانانِ اہلسنت کے دین و
ایمان کی صیانت و حفاظت اور اس میں مثالی جد و جہد

یہ سب ظاہر ہے۔ اور شرع نے ہمیں ظاہر کا مکلّف کیا ہے اور حسن ظن کا پابند ، اور دل میں جھانکنے اور سوئے ظن کرنے سے ممانعت۔

حضرت مصنف علام اور اُن کے ارشاد و ہدایت سے ہم غلامانِ امام اسی پر قائم ہیں۔

تو بتایئے ہمارا قصور کیا ہے؟

آپ لکھتے ہیں

معتمد مدرس کا بیان الخ [یلغار ص ۶]

کیا وہی جو اس واقعہ کے قریب ہی اپنے مکتوب بنام قائل مورخہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ ۲۲/ جولائی ۱۹۹۹ء میں لکھ چکے ہیں کہ

____" حق یہ ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اکراہ شرعی نہ تھا نہ اکراہ کی بو تھی نہ لڑائی جھگڑا یا اس کے آثار مجلس میں تھے نہ ہتھیار نکلے ہوئے تھے نہ ایک دوسرے پر فعل و قول کے ذریعے حملے ہو رہے تھے نہ گالیاں تھیں۔ "____

پھر لکھتے ہیں

کسی عالم دین کا مولوی مجتبیٰ شریف خاں اشہری مصباحی سے جو گفتگو کی رکاڈنگ میں موجود کہ پچاس آدمی گواہ ہیں کہ مفتی صاحب نے توبہ پر اصرار کیا [یلغار ص ۶]

کیا آپ اس پردۂ نکارت کے نقاب پوش سے واقف ہیں؟ خیر روایات خمسین اور اس کی روایت کیا دونوں ایک ہیں؟

پھر کجا ادعاء وہ بھی پردۂ نکارت کے ایک نقاب پوش کا۔

جانے دیجئے اصرار کے آپ کے مدعا میں انحصار پر کیا دلیل ہے؟

اواخر ص ۷ سے ص ۱۱ تک کا کلام دیکھ لیجئے۔

ذیل انتصار میں تھا

—— " یہ خطاء ہے تو آخر خطاء " —— [ص۱۷]

اس پر عجب کورانہ روی آپ کی کتاب میں ہے چنانچہ لکھا ہے

عموم وخصوص مطلق ہے یا من وجہ الخ [یلغارص۲۳]

یہاں اور ابتداء وغیرہ چند مقامات میں کلام آپ کے اکثر درمیانی کلام کے طرز سے بھی یکسر جدا ہے یہ شاید آپ کا نہیں مستعار ہے

خیر میں نظر بہ اکثر نرم و سہل جواب حاضر کرتا ہوں ، ورنہ طرز دیگر ہوتا۔

حضرت ! خطاء فی الفھم خطاء فی الفکر خطاء فی الکفر ، خطائے محض ، لغزش فاحش یہ سب معانی شرعیہ کے لیے ہیں تو مصطلحات شرعیہ ہیں

یہاں جب غلطی آپ نے دیکھ لی کہ حرام قطعی کی تحلیل ہے اور اس تحلیل کا فی نفسہ حکم کفر ہے تو تحلیل کنندہ پر کم ازکم حکم گمراہی آتا۔

مگر حکم اخیر الجلی الحسن آپ کے پیش نظر ہے کیا وہ یہی حکم ہے؟......

یہ حکم ہوتا تو مبتلی کو " احباب " [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۱ ۵۰۳] فرمایا جاتا؟......

—— " ہمارے بعض سنی علماء " —— [ایضًا ۴۹۰] فرمایا جاتا؟......

تو صاف واشگاف حکم تضلیل کی نفی ہے۔

رہا حکم گناہ تو وہ ہمیں اور حضرت مصنف کو تسلیم ہے ،

مگر اس کا منشا نظر دوم ہے ، نہ نظر اول۔ یعنی وہ غلطی چونکہ نظر بواقع محض

خطاء نہیں بلکہ لغزش فاحش ہے اس لیے حکم گناہ ہے۔ تو اُس حکم اخیر الجلی الحسن سے یہ سمجھنا کہ .... خطاء فی الکفر کو خطاء فی الفکر و الفھم سے منافات ہے .... بجائے خود خطاء فی الفھم ہے۔

لغزش فاحش کو فعل سمجھا اور خطاء فی الکفر کو قول۔ [یلغار ۲۴]

امام نے جسے

..... نظر بواقع **لغزش فاحش** فرمایا ..... [جیسا کہ دوازدہم ص ۱۲۹ میں ہے]

وہ تو فعل ہے نہیں ، اور پھر حضرت مصنف لغزش فاحش کو فعل میں منحصر سمجھ لیں گے؟ .... اپنی ہی طرح سب کو سمجھتے ہو؟

یہیں ـــــ خطاء کا درجہ لغزش فاحش سے ادون [ذیل انتصار ص ۱۹]

ہونے پر ـــــ یلغار میں تعجب کیا۔ ذرا بتایئے تو کہ نظرین کا حاصل کیا ہے؟

پھر ذیل انتصار [ص ۲۰] میں جو تھا

ـــــ " حضرت مفتی صاحب مرحوم سے تو اس واقعۂ فاجعہ میں غایت درجہ خطاء فی الفھم ہے ، نہ کہ لغزشِ فاحش ـــــ لغزشِ فاحش بھی ہوتی تو اُس کا حکم امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلام میں جو ہے .... کیا امام اہلسنّت کے نام لیوا اپنی ترنگ مخمورانہ سے تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں کھول کر اسے دیکھیں گے؟........ کہ

اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی جو ایسی لغزشِ فاحش واقع ہو اُس کا اِخفاء واجب ہے۔ اُس کی اشاعت اشاعتِ فاحشہ ہے۔

اور اشاعتِ فاحشہ بنصِ قطعیِ قرآنِ عظیم حرام "ـــــ

اس پر آپ نے لکھا

حالانکہ کلامِ امام میں وہی ہے یعنی رجوع الی الحق۔ اس سے چشم پوشی کیوں؟ [یلغار ص۲۴]

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے لغزش فاحش **اگر** ہوتی تو اُس کا یہ حکم حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے لیے ہوتا ، اور اُن سے یہ عرض کیا جاتا۔

آپ لوگوں کے زعمِ لغزش فاحش کے پیشِ نظر جو حکم لغزشِ فاحش کا فتاوائے امام سے آپ لوگوں کے لیے ہوسکتا ہے وہ آپ لوگوں سے عرض کیا گیا ۔ مگر بصورت فرض و تقدیر مرتبۂ تنزل میں۔

تو دونوں لغزش فاحش ہی کے حکم ہیں ، اور دونوں ہی کلام امام میں موجود ، اور مستحق دونوں کے دوجداگانہ۔

آپ یہ سمجھتے اور اپنی فکر کرتے کہ لغزشِ فاحش ہی سہی تو آخر میرے لیے یہاں کیا حکم ہے؟...... تو یہ نہ کہتے کہ

پھر ارشاد حدیث السر بالسر والعلانیة بالعلانیة کا مقتضیٰ کیا ٹھہرے گا؟

جیسا کہ ص۲۵ میں آپ نے کہہ دیا اور نہ جانا کہ یہ **اگر** ہوتا تو اُن کے لیے ۔ آپ کے لیے تو یہی ہوتا کہ

____" اخفاء واجب اور اشاعت حرام "____ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص۱۳۰]

نیز آگے جو آپ نے جرأت کی اور بڑی جرأت کہ

جن حضرات نے رجوع نہ کیا اس میں اولویت اور غیراولویت کا

پیچ نکالنا۔ شریعت مطہرہ پر افتراء ہے [یلغار ص ۲۵]

فرق مستحقین اگر آپ سمجھتے تو ایسی جرأت نہ کرتے۔

حضرت ! غصہ آپ اوروں پر کررہے ہیں مگر بگڑ آپ کا رہا ہے۔

____ " امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے ، کہ اُس سے تجاوز آدمی کو خود ترکِ معروف وارتکابِ منکر میں مبتلا کردیتا ہے "____

[فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۹۰]

حضرت مصنف حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَة کے لیے لغزش فاحش نہیں مانتے۔ اور جہاں لغزشِ فاحش ہو وہاں ارشاد پاک **السر بالسر والعلانیة بالعلانیة** مبتلی کے حق میں بسروچشم قبول کرتے ہیں ، اور مبتلی اگر علمائے اہلسنت میں سے ہوں تو اوروں کے حق میں حسب ارشاد امام اہلسنّت اُن کی لغزش کا اخفاء واجب اوراشاعت حرام سمجھتے ہیں۔

تو اس میں معاذ اللہ شریعتِ مطہرہ پر کیا افتراء ہے؟.......

آگے یہی تہمت افتراء کی جرأت آپ کو مجبورانہ ارشاد امام کی اس غلط توجیہ کی طرف لے گئی کہ

زیادہ سے زیادہ توضیح بلیغ یوں کی جاسکتی ہے کہ جو حضرات بے کسی عذر وتامل کے رجوع فرماچکے۔ وہ احق ہیں۔ لیکن جو حضرات کسی مفتی یا قاضی یا عالم دین کے کہنے سے یا فکر و تأمل کے بعد رجوع کیئے ہوں۔ وہ احق نہیں۔ [یلغار ص ۲۵]

عرض ہے کہ

آپ نے شاید فتاوائے امام میں یہ مقام نہ دیکھا ، یا دیکھا تو غور نہ کیا ، یا بعد غور بھی ذہن رسا نہ ہوا۔ پھر سے دیکھئے ، اور بغور مراجعت مکررہ کیجئے ، کہ وہ اخبار یا نگارش نامہ نگار نہیں۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اخفاء واجب کی جو وجہ بیان فرمائی کہ

______" اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی جو ایسی لغزشِ فاحش واقع ہو اُس کا اِخفاء واجب ہے ، کہ معاذ اللہ لوگ اُن سے بداعتقاد ہوں گے ، تو جو نفع اُن کی تقریر اورتحریر سے اسلام و سنیت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا "______

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص۱۳۰]

یہ وجہ رجوع و عدم رجوع دونوں کو عام ہے ، مگر عدم رجوع یہ ہے کہ

اُس لغزش پر تنبہ نہ ہو اور .... نظر کو

دھوکہ ہورہاہے ...... اس کا کشف نہ ہو۔

تو گناہ اگرچہ ہو

اختیار باطل کا قصد نہ ہوا۔

باقی بعد تنبہ وانکشاف وفہم لغزش فاحش پر اصرار یہ باطل کا اختیار ہے ، اور اس صورت کا مبتلی ، اہلسنّت سے نہیں رہ جائے گا ، اور وہ حکم کہ

___" اخفاء واجب اور اشاعت حرام "_____

اہلسنّت کے لیے ہے۔

حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کےاوپر آپ کا لغزش فاحش کا دعویٰ ہی بے بَیِّنہ ہے ، جیسا کہ بالتفصیل میں گذارش کر چکا۔ چہ جائیکہ بعد لغزش فاحش تنبہ و فہم کا دعویٰ۔

تو

اب آپ کس منھ سے اُن پر جرم و گناہ کا الزام دو گے؟

چہ جائیکہ

لغزش فاحش پر اصرار یا باطل کے اختیار کا الزام؟

دیکھئے مجھے مقابل تصور کر کے انکار میں عجلت مت کیجئے آیئے میں ارشاد امام کا مطلب کلام امام ہی سے آپ کو دکھاؤں

اولًا :۔ وجوب اخفاء کی جو وجہ امام نے بیان فرمائی وہ رجوع و عدم رجوع دونوں حالتوں میں جاری ہے۔

ثانیًا :۔ خصوصًا کے تحت جو ارشاد حدیث امام نے پیش کیا اُس میں توبہ مطلق ہے تو اس کا مقابل عدم توبہ ہوا ، لہذا حکم ماقبل خصوصًا توبہ و عدم توبہ دونوں کو عام ہوا۔

ثالثًا :۔ اپنے منشأ شبہ پر آیئے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے جو فرمایا

___" بے کسی عذر و تامل کے رجوع فرما چکے "___ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص۱۳۰]

اس سے آپ کو شبہ ہوا۔ یہاں دو چیزیں ہیں حکم اور تعلیل۔ حکم تو یہ ہے کہ اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی جو ایسی لغزشِ فاحش واقع

ہو اُس کا اِخفاء واجب ہے ، **اشاعت** حرام۔

اور تعلیل یہ ہے

___ " کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بداعتقاد ہوں گے ، **تو جو نفع** اُن کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا "___ [ایضًا]

اور

___ " اُس کی اشاعت **اشاعت** فاحشہ ہے ، اور اشاعتِ فاحشہ بنصِّ قطعیِ قرآنِ عظیم حرام ہے "___ [ایضًا]

اسی میں آگے فرمایا

___ " خصوصًا جبکہ وہ بندگان خدا حق کی طرف بے کسی عذر و تامل کے رجوع فرما چکے "___ [ایضًا]

تو رجوع میں یہ " بے کسی عذر و تامل " کی قید تعلیل میں ہوئی ، حکم میں نہیں۔ جبکہ

المفاهيم تُوخَذ من قيود تُذكَر في الحكم ، اما التعليل فقد يُبنَى الكلام فيه على ما وُجِد من الصورة فلا مفهوم الّا اذا دل على قَصْر الحكم عليه	مفہوم لیا جاتا ہے اُن **قیود** سے ، جو **مسئلہ** میں مذکور ہوں ، رہ گئی **تعلیل** تو اس میں تو کبھی کلام **صورتِ واقعہ** پر بھی مبنی ہوتا ہے ، تو تعلیل کا مفہوم معتبر نہیں ، مگر جبکہ حکم اسی مفہوم میں منحصر

[حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۹۱]	ہونے پر کوئی دلیل ہو۔

اورفہرست میں فرمایا

المفاهيم توخذ من قيود تذكر في الحكم لا في التعليل الا اذا دل الدليل [ایضًا ج ۱ ص۸۷۱]	مفہوم ، معتبر ہے قیوداتِ مذکورہ درحکم کا قیوداتِ تعلیل کا نہیں ، مگر جبکہ مفہومِ تعلیل کی علیت پر کوئی دلیل ہو۔

معهذا یہاں تو امام کا ارشاد

" فرما چکے "

صاف واشگاف بتا رہا ہے کہ **رجوع** میں **بے کسی عذروتا مل** کی قید **صورت واقعہ پر مبنی ہے**

تو اس قید کا حکم ...." اشاعت حرام "......... میں کیا دخل ہوا؟........

کہ حکم هذا اہل توبہ و رجوع سے مخصوص ٹھہرے؟........

اب تو آپ کا شبہ زائل اور حضرت مصنف علام کے کلام ذیل انتصار [ص ۱۷] پر طمانیت قلب حاصل ہوجانی چاہئے۔

ختام سخن

یہاں آپ کی کتاب میں حضرت مصنف علام کے خلاف کج مج بیانی سے کچھ زیادہ ہی زبان و قلم کو آلودہ کیا گیا ہے۔

اے کاش ! حضرت مصنف جیسے جماعت اہلسنّت کے مقتدر عالم یکتا کے وہ کارنامہائے عظیم اور بے مثل خدمات جن سے دنیائے سنیت مستفیض ہے۔

اُن کی اگر دل میں قدر نہ تھی تو کم از کم زبان و قلم کو لوث ناقدری سے تو بچاتے۔ امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہُ کا نام لیتے ہیں تو امام نے جو فرمایا کہ

"اتفاق علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم ، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے سچے اُس کے مخالف ہو گئے۔ اُس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے ، کہ "ہیں" لوگ اُسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے ، اپنے ناقصوں کو کامل ، قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں بلکہ للاکثر حکم الکل"—— [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۲]

اس کا مصداق بننے سے خوف کرتے۔

خیر جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جان لے کہ

پھلواری خانقاہ نے جب حق و صداقت کی حدود کو پار کر کے ایسے فرقے سے میل کیا جس نے

اللہ کے پیارے محبوب کائنات میں سب سے بڑھ کر معظم اور عالم ہستی
کے تخمِ وجود صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں

صاف صریح گستاخیاں کیں اور ضروریاتِ دین کا بے پردہ انکار کیا ـــــ پھر میل بھی کیسا؟........ کہ اس فرقے کی یہ سب بدترین شناعتیں دیکھنے بھالنے کے باوجود درپردہ و اعلانیہ اس فرقے کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اپنی کتاب حیات محی الملۃ میں صاف لکھ کر چھاپ دیا

> ان اختلافات میں جو دیوبندیوں سے ہیں میں دیوبندیوں کو خاطی سمجھتا ہوں کافر نہیں کہتا یہی میرا مسلک ہے۔ جماعت دیوبندیہ تاویلات پیش کررہی ہے اور اپنی برأت کفر سے کررہی ہے [حیات محی الملۃ ص ۱۷۱]

ـــــــــ" اسی مسلکِ عدمِ تکفیر کو ماننے اسی کو بولنے اور موقع بہ موقع لکھنے کا امان اللہ صاحب کی نسبت ان کے مریدین و معتقدین میں عام شہرہ رہا ، اہالیانِ خانقاہ کو ان کی اور اپنی نسبت اسی مسلکِ عدمِ تکفیر کا دعویٰ و نعرہ رہا ، جس پر ان کے ردہوئے تکفیر ہوئی ، جس کا اجمالی ذکر **احکام نورانی** میں اور تفصیل اس کے **ضمیمہ** میں ہے۔ نیز اشتہار **تابشِ نورِ حق** مطبوعہ ۱۴۱۷ھ میں بھی شائع ہوا "ـــــ [درس اسلاف ص ۵۷]

ماہنامہ اعلیٰحضرت رجب المرجب ۱۳۹۲ھ ستمبر ۱۹۷۲ء مدیرمسئول مولٰینا ریحان رضا خاں [عَلَیْہِ الرَّحْمَة] [جلد ۱۲ شمارہ ۹] میں ص۲۰ سے مولٰینا محمود احمد صاحب قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس (قدیم) کانپور جو پھلواری کے قریب ہی

کے ساکن ہیں ان کا ایک مضمون شائع ہوا

''عہد ماضی میں فرنگی محل اور پھلواری میں رد وہابیت''

صاحب مضمون نے [ص ۲۵ میں] خانقاہ پھلواری کے مسلک عدم تکفیر دیابنہ کا **ردکرتے ہوئے** ''حیات محی الملۃ'' ص۷۱ سے جو عبارت نقل کی وہ ملخصًا یہ ہے

دیوبندیوں اور بریلویوں کے عقائد میں آپ [یعنی امان اللہ صاحب کے والد شاہ محی الدین صاحب] نے توسط اور درمیانی راہ اختیار کی۔ بریلویوں کے مسلک تکفیر کی شدت سے مخالفت کی۔

[تفصیلی عبارت لمعات نور ص۳۵ میں دیکھیں اور مزید رد اسی کے ص۴۰ سے۔]

اس عبارت سے پہلے صاحب مضمون نے لکھا

___'' غیرتِ ایمانی کو آواز دیجئے اور ان کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے ''___

[ماہنامہ مذکور ص ۲۵]

اور بعد عبارت لکھا

___'' محی الملۃ پھلواریوں کے یہاں کی معتبر ومستند کتاب ہے اس کے ایک ایک حرف کو موجودہ جانشین [شاہ امان اللہ صاحب متوفی ۱۴۰۵ھ] حرز ایمان تصور کرتے ہیں ''___ [ماہنامہ مذکور ص ۲۵]

''حیات محی الملۃ'' امان اللہ صاحب کے آغاز سجادگی میں اُن کے عم زاد اور بیرونی امور بیعت کے مجاز و معاون کار عون احمد صاحب نے لکھی اور خانقاہی

دارالاشاعت سے شائع ہوئی۔

[دیکھئے " آثاراتِ پھلواری" کے پچھلے سرورق کا اندرونِ صفحہ ، یاپھر " لمعات نور " ص۴۲]

توجوکچھ حال و قال اپنے عم و پدر و مرشد بیعت و خلافت کی نسبت حیات محی الملۃ میں ان دو برادران عم زاد نے تحریروشائع کیا وہ ان دو کا توضرور مقبول و مسلم ہے۔ **پھر**

"مولانا **قمرالہدیٰ** صاحب رضوی خطیب مدینہ مسجد

ساکن لہریا ضلع سیتامڑھی کا **بیان** ہے کہ

میں شاہ امان اللہ سے مرید تھا ، ایک روز خلوت میں دریافت کیا کہ ..... مولانا احمدرضاخاں بریلوی کے مسلک پر عمل کروں یا نہیں؟ .... توجواب دیا

مولانا احمدرضانے دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ دیاہے ، میں دیوبندیوں

کو مسلمان سمجھتاہوں ، اوران کے علماء کی اقتداء کرتاہوں۔

[یہ بیان اشتہار تابشِ نور حق مطبوعہ ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوا۔ [درس اسلاف ص۵۸] اوراس سے قبل]

یہ بیان رسالہ "خانقاہِ پھلواری اپنے آئینے میں" مندرج ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف جنوری ۱۹۹۰ء کے ص ۳۴ پر چھپ کر مشتہر ہوچکا۔ **اور**

مولانا **عبدالجبار** صاحب منظری کا **بیان** ہے کہ

میں عبدالجبار منظری ناظم الجامعۃ الاسلامیہ برکاتیہ عربی کالج نیپال گنج پوری دیانت کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتاہوں کہ شاہ امان اللہ صاحب پھلواروی اوران کے عم زادہ شاہ عون صاحب پھلواروی سے میری گفتگو ہوئی تھی تو انہوں نے

کہا تھا کہ

بریلوی افراط کے شکار ہیں اور دیوبندی تفریط کے۔ اور بزرگان
خانقاہِ مجیبیہ کا عمل خیر الامور اوسطھا پر رہا ہے۔ اس لیے میں کسی
بھی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا۔ ہاں علمائے دیوبند کی عبارتیں گندی
اور پھوہڑ ہیں۔ میں ان لوگوں کو خاطی کہتا ہوں

پھر اس کے بعد شاہ عون صاحب نے مجھے رجسٹر نقل فتاویٰ دکھایا کہ ـــــ

حضور عَلَیْہِ السَّلام کے نور ہونے پر یہ دلیلیں دی ہیں۔ اور علم
غیب کے ثبوت میں میری کتاب نعمت کبریٰ چھپ چکی ہے
اور میلاد شریف اور عرس کے جواز میں یہ دلائل دیئے ہیں پھر بھی
علمائے بریلوی ہم سے کتراتے ہیں میل جول پسند نہیں
کرتے بلکہ علمائے دیوبند ہم سے ملتے ہیں ندوۃ العلماء اور
جمعیۃ العلماء کا میں رکن ہوں ان کے جلسوں کی کبھی کبھار
صدارت بھی کرتا ہوں

"ـــــ [اشتہار تابشِ نور حق ۱۴۱۷ھ ، درس اسلاف ص۵۹ ، ۶۰ ، لمعات نور ص ۵۲]

اس کی تفصیل کتاب مستطاب درس اسلاف کے لمعۂ ثالثہ ص ۵۷ سے چند صفحات نیز لمعاتِ نور میں دیکھنی چاہیئے۔

یہ خانقاہ ایک طرف تو تمام مراسم اہلسنّت فاتحہ صلوۃ و سلام عرس وغیرہ پر عامل تھی ، اور دوسری طرف صریح گستاخوں اور کھلے ضروریاتِ دین کے

منکروں کو نہ صرف مسلمان بلکہ سنی ٹھہرا رہی تھی۔

یہ کتنا بھیانک فتنہ اور خطرناک مکر تھا ـــــ مگر اس کی سطوت وہ تھی جس سے عامۂ اذہان مرعوب تھے

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جنہوں نے اس خانقاہ کی سطوت سے پنجہ لیا ، اپنی ہمتِ ایمانی سے اسلاف کے قدم پر قدم رکھ کر برملا اس خانقاہ کے طلسم کو توڑا ، بے خوف و خطر اس کے خلاف آوازۂ حق بلند کی ، اور اس کی حمایتِ کفر و ارتداد کو بے نقاب کیا ، پھر زبان و قلم سے پیہم جہاد کُناں رہے ، تا آنکہ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ میں ان لوگوں کی تکفیر میں احکام نورانی بر امان و امانی تصنیف کی اور عرس رضوی کے موقع پر اُسے شائع کیا۔ پھر صفر ۱۴۱۸ھ جون ۱۹۹۷ء میں بموقعہ عرس رضوی اسے دوبارہ مع ضمیمہ لمعات نور کے نام سے شائع کیا۔

آپ کی شجاعت ایمانی وہ خیر و برکت لائی کہ کثیر علمائے اہلسنت نے اہلِ پھلواری کی تکفیر کی

حتی کہ حضرت علامہ ازہری صاحب نے پھلواری خانقاہ کے آنجہانی سجادہ امان اللہ صاحب پھلواری کی تکفیر کی۔ جو درج ذیل ہے

ـــــ "خانقاہ مجیبیہ والوں کے متعلق ان کے مریدین سے بتواتر معلوم ہوا کہ وہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو کافر نہیں جانتے جیسا کہ سوانح امان اللہ و حیات محی الملۃ والدین سے ظاہر ہے اور امان اللہ بھی

دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے لہذا اگر یہ ثابت ہے کہ وہ دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے تو وہ بھی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر میں داخل ہے اور ایسے پیر سے بیعت جائز نہیں ہے جولوگ ایسی خانقاہ سے مرید ہوں ان پر فرض ہے کہ وہ کسی دوسرے متبع سنت سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط پیر سے مرید ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد مظفر حسین قادری رضوی

صح الجواب واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ محمد اختر رضا خان ازھری غفرلہ

مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف ۱۳؍ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

امان اللہ کے مریدین سے یہی معلوم ہوا کہ وہ دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ بعض مریدین سے میری گفتگو ہوئی اُنہوں نے اُن کا یہی مسلک بتایا۔ فقیر محمد اختر رضا خان ازہری غفرلہ "__

نیز انہی مجیب مذکور نے ایک خط حضرت مصنف علام کے نام ۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ کو بھیجا جس میں تحریر ہے کہ

__" حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج اختر رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ نے امان اللہ پھلواروی کے متعلق جو حکمِ کفر دیا ہے حضرت آج بھی اس پر قائم ہیں۔ فیصلہ میں بھی جو احتمالات ذکر کئے گئے ہیں ان سے امان اللہ کا کافر ہونا ظاہر ہے۔ فیصلہ میں مندرج احتمالات سے امان اللہ کی تکفیر فقہی صاف ظاہر ہے۔ "__

اور سنو!

اہلِ پھلواری کی حمیت میں جب اُن کے نادان ہوا خواہوں نے ایک کتاب لکھی

" فتوی یا فتنہ " ـــــــ تو اس کے رد میں حضرت مصنف نے ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ میں " داعیان صلح و اتحاد کو دعوت اسلام " نامی اشتہار اپنے افادہ سے اس درجہ متانت و تحقیق کے ساتھ لکھوا کر شائع کیا کہ پھر حامیانِ پھلواری کو کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

اور سنو

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جنہوں نے مولوی ظفر ادیبی مبارکپوری

جن کی نسبت قابلیت کے توہمات سے اذہان قاصرہ مرعوب تھے

اُن کی حمایت دیوبندیہ کو سن کر

وہ کوہ مسئول [۲۹ شعبان ۱۴۱۷ھ کو] ان پر نازل کیا اور اُن کے ہاتھ میں پہنچایا جس نے اُنہیں جواب سے عاجز کر دیا اور تادم آخر کچھ بولنے کا اُنہیں یارا نہ ہوا۔

البتہ اپنا مسلک اُنہوں نے کھول دیا

اور صاف کہہ پڑے کہ

جس وقت میں معاشی طور پر پریشان تھا اس وقت میں حسام الحرمین پر تصدیق نہ کرنے سے یونیورسٹی سے نکال دیا گیا تو میں نے اس وقت کوئی پرواہ نہ کی اب کیا پرواہ کروں گا

[تفصیل دیکھئے کشف نوری ص ۲۷ میں]

پھر حضرت مصنف ہی ہیں جنہوں نے امثال اقوال پر ادیبی صاحب کی تکفیر کی۔

اولاً ۶ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ میں اشتہار حکم شرعی برھفوات ادیبی

تصنیف کیا اور چھپواکر خاص مبارکپور میں پھر بریلی شریف وغیرہ دیگر بلاد میں شائع کیا۔

اس کے بعد [۱۲] محرم الحرام ۱۴۱۸ھ کو اُن کے شبہ ٔ باطل کے استیصال میں کتاب کشف نوری از کفر کفِ لسان ادیبی لکھی اور مع اشتہار بالا صفر ۱۴۱۸ھ جون ۱۹۹۷ء میں شائع کی اور خود ادیبی صاحب تک پہنچوائی۔

اس مبارک کتاب سے حق کے نورانی چہرے کی کلی کِھل گئی اور ادیبی صاحب کی تکفیر میں بھی کثیر علمائے اہلسنّت حضرت مصنف علام کے حامی ہوئے۔

حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب حبیبی جو کہ حضرت علامہ ازہری صاحب کے معتمد اور شرعی کونسل بریلی شریف کے اہم رکن ہیں اُنہوں نے حضرت مصنف کا اشتہار حکم شرعی بر ھفوات ادیبی اور کتاب کشف نوری از کفر کف لسان ادیبی ملاحظہ کرنے کے بعد تکفیرِ ادیبی کی تائید کی اور تحریر فرمایا

اَلْقَرَارُ صَحِیْحٌ ، الفقیر عاشق الرحمن القادری الحبیبی غفرلهٗ

۲؍رجب ۱۴۱۹ھ [یعنی اہل رائے کی نافذ کردہ رائے صحیح ہے]

اور علامہ شریف الحق صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے بھی اس سوال پر کہ

> اشتہار حکم شرعی برھفوات ادیبی میں جناب مولینا کوثر حسن صاحب قبلہ نے مولوی ظفر ادیبی پر حکم کفر صادر کیا ہے ، اور براؤں شریف ناگپور اور گونڈہ کے علمائے کرام کے تصدیقی دستخط بھی اس پر ہیں

جواب میں فرمایا

"ان اجلۂ مفتیانِ کرام کے فتویٰ کے بعد مجھ بے حقیقت کی رائے جاننے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ یہ بات بہ ثبوتِ شرعی ثابت ہوچکی ہے کہ ـــ ظفرادیبی وہابیوں دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے ، اُن کو سچّا پکّا صحیح مسلمان جانتے ہیں ، اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھتے ہیں ، اور پڑھتے ہیں ، علانیہ اُن کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں ، مبارکپور کا سب سے بڑا دیوبندی مفتی جب مرا ، جس کے جنازہ میں کافی بھیڑ تھی ، دھکّے کھاتے ہوئے اس میں شریک ہوئے ، یہاں کا ایک بہت بڑا غیر مقلد مولوی مرا اُس کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے اور نماز جنازہ پڑھی ـــ ایسی صورت میں **مَیں** سوال میں **مذکور علمائے اہلسنّت** کی **تصدیق** کرتا ہوں واللّٰہ تعالیٰ اعلم

استکتبہ محمد شریف الحق امجدی

بقلم ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

محمود اختر المصباحی "ـــ [ملاحظہ ہو درس اسلاف ص ۶۴ ، ۶۵]

اور سنو

مولوی انتخاب قدیری نے علامہ فضل حق خیرآبادی کے حکمِ تحقیق الفتویٰ کو پیش کرکے امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے ایمان پر معاذ اللّٰہ سوالیہ نشان لگایا ، مسلمانانِ اہلسنّت کو ایسے امامِ عظیم الاحسان سے برگشتہ کرنا چاہا اور اپنے شکوک و شبہات کو لا ینحل سمجھ کر خوب چرچا کیا۔ ہر چہار جانب اس کے جواب سے خاموشی تھی

اس سے اُن شبہات کا لا ینحل ہونا اُس کے اپنے ذہن میں اور راسخ ہوگیا۔

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جنہوں نے اُس کے فتنے کو سن کر اولًا ۱۲؍ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ میں اشتہار لَمعاتِ ثلثه اُس پر نازل کیا۔ اوراُس کے ہاتھ میں پہنچوایا۔

پھر اُس کے گڑھ [شہرسورت] میں اس کا فتنہ سن کر مردانہ وار اُسے للکارا ، امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا بےمثال پیشوائے مسلمین اور پورے عالمِ اسلام کا اُن کے احسان کے زیرِ بار ہونا مَحافل و مجامع میں ببانگ دہل بیان فرمایا۔

اور خود علامہ فضل حق خیرآبادی کے اس فرمان سے کہ

"____ چوں از زبانِ ایں قائل ایں کلمہ برآمدہ برعقیدت دلی او در شانِ حضرت سید الاولین و الآخرین صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ آگاہی داد ، دردلہائے مومنین مخلصین درایمانِ ایں قائل اشتباہ افتاد

[تحقیق الفتویٰ فارسی ص ۳۵۵]

جب قائل مذکور کی اس گفتگو (اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے الخ) سے حضور سید الاولین والآخرین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں اس کا دلی عقیدہ ظاہر ہوا اور **مخلص ایمان داروں** کے دلوں میں اس کے ایمان کے بارے میں **شبہہ واقع ہوگیا** "____

[تحقیق الفتویٰ ترجمہ ص ۱۶۲]

اما م اھلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا **مخلص ایماندار** ہونا اجاگر کیا۔

مسلمانانِ اہلسنّت حضرت مصنف کے زبانی و تحریری بیانات سے نہایت

شاد اور اُن کے دل باغ باغ ہوگئے

ناریوں کا دورتھا دل جل رہا تھا نور کا

تم کو دیکھا ہوگیا ٹھنڈا کلیجا نور کا

کی تجلیات سے اُن کے نائب پر ایک جھلک کا مسلمانوں کی نگاہوں کے سامنے نقشہ کھینچ گیا۔

پھراس فتنے کے سوال پر ۸ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ مطابق ۶/ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں **تحقیق جمیل** در **لزوم کفر اسماعیل** کافی پیرایۂ تحقیق میں حضرت مصنف نے تصنیف فرمائی جو طبقۂ علماء کے لیے بھی منارۂ نور ثابت ہوئی۔

یہ کتاب بھی انتخاب صاحب کے ہاتھوں میں پہنچائی گئی جس نے اُنہیں تادمِ آخر ساکت ہی رکھا۔

اورسنو !

مسٹر طاہر نے پھروہی پھلواروی و ادیبی فتنہ جگایا اوراپنے زعم میں یہ سمجھا کہ .... علامہ فضل حق خیرآبادی کا دہلوی کی تکفیر کرنا اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا دہلوی کے بارے میں کف لسان فرمانا .... اس کا منشا اُن دوحضرات کی تحقیق کا اختلاف ہے ـــــــــ اور اپنے اسی اختلاف تحقیق کے زعم کو وہابیہ دیوبندیہ جیسے گستاخانِ بارگاہِ رسالت کی حمایت کے لیے آڑ بنایا ـــــــــ پھراس سے بھی آگے بڑھ کر کھلے کفر و شرک میں اپنی طرف سے اظہار رواداری پر جرأت کی۔

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جنہوں نے مسٹر طاہرالقادری کے طلسم کوتوڑا

اورزعم باطل کو تارتار کیا۔ **اعلام بہ لزوم و التزام** یکم صفر ۱۴۳۳ھ ۲۷/ ۱۲/ ۲۰۱۱ء میں سابق سے بھی زیادہ پیرایۂ تحقیق میں تصنیف کی۔ پھر مسٹر کے ۲۰۱۲ء میں ہندوستان آنے کے موقع پر اشتہار **دینی سوال** ۲۵/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ ۱۸/ ۲/ ۲۰۱۲ء کو تحریر کرکے مسٹر کے مقاماتِ جلسہ میں شائع کروایا۔

مسٹر نے اپنے جلسہ میں اشتہار کا نام بھی لیا مگر جواب سے اپنی صاف پہلوتہی برسرِ مجمع بیان کردی ــــ اوراعلام کے جواب کی بھی آج تک سکت نہ ہوئی۔

پھر **اعلام** حضرت مصنف کی نظرتازہ سے بتاریخ ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ ۱۱/ ۷/ ۲۰۱۴ء دوبارہ بااضافہ مع **دینی سوال** شائع ہوئی۔

اورسنو!

پاکستان کے ایک سودائی کے گیارہ سوالات

جس میں اُس نے اپنی برسوں کی محنت اور جان توڑ کوشش اس تجسس میں صرف کی تھی کہ مرتدینِ وہابیہ دیوبندیہ کی تکفیر میں کسی طرح گنجائشِ خلاف نکل سکے وہ .... لوگوں نے ہر طرف سے مایوس ہوکر بالآخر **حضرت مصنف** کو بھیجے اور طالبِ جواب ہوئے۔

وہ سوالات کیا تھے شبہات کا ایک عمیق دلدل تھا

اور علمائے اہلسنّت کو ایک چیلنج۔

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جن پر فضلِ الٰہی و کرمِ رسالت پناہی جَلَّ وَعَلا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انوار فیض بار ہوئے اور آپ نے اُن

شبہات کا ایسا قلع قمع کیا اور بسا مباحث کو تحقیق کے ذرۂ عُلیا تک پہنچایا کہ کسی سوادائی کو مجال دم زدن نہ رہی۔

کتاب کا نام **لمعات بر سوالات** ہوا جو دوشنبہ مبارکہ ۲۲/ ربیع النور ۱۴۳۴ھ ، ۴/ ۲/ ۲۰۱۳ء کو تکمیل سے ہمکنار ہوکر اہلِ ایمان کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوئی۔

حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ **کی دین و سنیت سے والہانہ محبت اور مخلص اہلِ دین خادمانِ سنیت کی اُن کے قلب میں عزت و وقعت** کہ با آں پیرانہ سالی و علالتِ طبع و ضعفِ بصر اس نادرِ روزگار عطیۂ بارگاہ الٰہی و صدقۂ دربارِ مصطفوی جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملاحظہ فرماکر یہ تصدیق تحریر فرمائی

”نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الاکرم وعلیٰ آلہ المعظم ــــ

ہردور اور ہرزمانے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نیابت میں حضرات علمائے کرام ذوی الاحترام بلاخوف لومۃ لائم محض لوجہ اللّٰہ اپنے حقِ منصبی کے ادا کے لیے ہر باطل شخص اور جماعت کا رد و ابطال کرتے رہے اور ان شاء اللّٰہ تَعَالیٰ تاقیامت کرتے رہیں گے۔ ماضی قریب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے فِرَقِ باطلہ وہابیہ دیابنہ اور قادیانیہ کا رد و ابطال کیا اور ان کی عباراتِ کفریہ قطعیہ پر ان کی تکفیر بھی فرمائی جس پر اُس وقت سے لیکر آج تک کے عوام و خواص مسلمین کا اتفاق ہے۔

مگر کچھ داعیانِ صلح و اتحاد ہمیشہ اس سعیِ لاحاصل میں تضیع اوقات کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح اس تکفیرِ قطعی کو ذاتی تحقیق قرار دے دیا جائے تا کہ ہر دل عزیزی اور شترِ بے مہار کی طرح ہرجائی میں فرق نہ آئے۔ اور یہ نہ سمجھ سکے یا سمجھ کر انجان بنے کہ **آج کی بے قیدی کل سخت و شدید قید میں مبتلا کردیگی۔**

حال میں اس جرم کا ارتکاب پاکستان کے ایک مولوی صاحب نے کیا جو بزعم خود منتہی کتب کے مدرس ہیں ، جناب نے اپنی تحریر کو اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر علماء عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے ارشادات و فرمودات سے مزین کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تا کہ بے وزن کو با وزن اور بے اثر کو با اثر بنا سکیں مگر یہ نہ جانا کہ کتب بینی اور چیز ہے کتب فہمی اور۔

بندۂ ناچیز کے **تلمیذ ارشد فنا فی الرضا حضرت مولانا مفتی کوثر حسن صاحب رضوی** زِیْدَ مَجْدُہٗ نے ان کی غازۂ فریب سے ملمع تحریر کا **جوابِ لاجواب** کتاب مستطاب ”**لمعات بر سوالات**“ میں دیا ہے جس نے ان کے غازۂ فریب کو یکسر کھرچ کر پھینک دیا نیز کتاب میں موجود اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابرین عظام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کے ارشادات و فرمودات کی **ایضاح میں نگاہوں کو خیرہ کرتے ـــــ لمعات تو ـــــ لمعات** ہیں۔

بندۂ ناچیز علالت طبع ، ضعف بصارت اور کہنہ سالی کی وجہ سے اس لائق تو نہ تھا کہ اس کتاب کو دیکھتا **مگر مسئلے کی اہمیت نے دیکھنے پر مجبور کیا مذکورۃ الصدر کلمات صواب جواب کا آئینہ دار ہیں۔**

مولیٰ تعالیٰ موصوف کی تحریر و تحقیق انیق اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے
اور اس سے اہل حق کے دلوں کو ٹھنڈک اور گمراہوں کو ہدایت عطا فرئے آمین
بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

العبد خواجہ مظفر حسین رضوی غفرلہ
شیخ الحدیث والمعقولات دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ "۔

[ورق اولی لمعات بر سوالات]

اور سنو !

امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حواشیِ **الکلمة الملهمة** میں ایک "**فائدہ جلیلہ**" ارشاد کیا .... جس میں بُرہانِ تطبیق کا علمِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا میں جاری ہونا .... جو عُقولِ ذکیّہ کے لیے ایک لاینحل اشکال رہا .... اس کو آپ نے حل فرمایا ہے۔

فاضل مترجم جنہوں نے فتاویٰ رضویہ کے ترجمے میں حصہ لیا اور اس رسالے کے عربی حواشی کا ترجمہ کیا امام کے اس فائدۂ جلیلہ کے دقائق و لطائف تک اُن کا ذہن رسا نہ ہوا اور متأخرین متکلمین کی طبع آزمائیوں کے زیر اثر اُنہوں نے امام کے اُس بے مثال حل پر کہہ دیا

لا نسلم [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۷ ص ۵۳۴]

نہ جانے کب سے یہ شائع ہے۔ جواب کس نے دیا؟

حضرت مصنف ہی کی ذات ہے جنہوں نے اس فائدۂ جلیلہ میں امام ہی کے کلامِ ماضی و آتی کی مدد سے غوّاصی کی اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ سے والہانہ محبت کے صدقے وہ فہم ثاقب و فراست راست پائی کہ فاضل مترجم کے لا نسلم کو پاش پاش کردیا۔

نیز اس مقام پر اور بھی مقصود و مَرامِ امام تک رسائی سے اُن کے ادراک کی کوتاہ دستی پر تنبیہ فرمائی۔ ملاحظہ ہو تعاقب فلاسفہ در حل تہافت الفلاسفہ پر حضرت مصنف کی تقریظ مسمّٰی بہ افاضۂ نورانی [ص۶۰]۔

اس کبریتِ احمر کی قدر حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے پوچھو جنہوں نے باوجود پیرانہ سالی و علالتِ طبع و ضعفِ بصر اسے ملاحظہ کیا اور پھر اس پر تقریظ میں فرمایا

____"برہانِ تطبیق کا علمِ الٰہی جَلَّ جَلالُہٗ میں جاری ہونا وہ مشکل ترین مسئلہ تھا جس میں فلاسفۂ روزگار حیران و سرگرداں رہے، مگر پھر بھی اس کا حل نہ تلاش کر سکے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و کرم کی شبنمی پھوہار برسائے، سردارِ گروہِ صوفیاء اعلیٰحضرت امام **احمد رضا** خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوان کی مرقدِ انور پر جنہوں نے اس مشکل مسئلے کا حل پیش فرما کر بحرِ فلسفہ میں تیراکی و غواصی کے دعویداروں کو انگشت بدنداں کردیا۔

لیکن افسوس تو "الکلمۃ الملھمۃ" کی عربی عبارات کے فاضل مترجم پر ہے جو حل دیکھ کر بھی اسے لا ینحل ہی سمجھتے رہے، اور فلاسفہ کی ہم زبانی

میں امام پر معترض ہوئے۔

فاضل مترجم کے اعتراض کا جواب کلماتِ امام کی روشنی میں ذی جاہ حضرت مولانا مفتی **کوثر حسن** صاحب رضوی زِیْدَ حُبُّہٗ نے ’’ ترجمۂ **تہافت الفلاسفہ** ‘‘ پر اپنی **تقریظ** میں **نہایت خوب دیا ہے ، جس پر ان کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔**

بندۂ ناچیز علالت طبع ، ضعف بصر اور کہنہ سالی کے سبب اسے دیکھ تو نہ سکتا تھا مگر **مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر بنظرِ غائر دیکھا** ، الحمد للّٰہ **جواب** کو **صواب کے ساتھ** ہر جہت سے **مربوط پایا**۔

مولیٰ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مجیب علّام کو خوب سے خوب تر ، فزوں سے فزوں تر کرے ، آمین بجاہ النّبی الامین الکریم صلّی اللّٰہ علیہ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین وبارک وسلّم .

العبد خواجہ مظفر حسین رضوی غفرلہ

شیخ الحدیث والمعقولات دارالعلوم نور الحق چرّا محمد پور فیض آباد ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

‘‘—— [تعاقب فلاسفہ در حل تہافت الفلاسفہ ص ۱۱]

اور بھی حضرت مصنف کی دین و سنیت اور قوم و ملت کے لیے عظیم خدمات ہیں جن سے اہلِ دین کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو نور و سرور ہے۔ ہم نے جب اُن کی نظرِ خداترس اور جذبۂ خلوص میں نظر کی اور یم سے نم کا مشاہدہ کیا تو ہمراہِ رکابِ سعادت ہوگئے کہ

احب الصالحین ولست منھم ☆ لعل اللّٰہ یرزقُنی صلاحا

خیر سلسلۂ کلام دور پہنچا ، مگر امید ہے میرا رب جس کے لیے چاہے اُسے یہ مفید ہوگا۔

آپ سے عرضِ اخیر کرتا ہوں

یہ **ھدیۂ ازھار** آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اور آپ کے ہاتھ ہے ان غنچوں کو اپنے حق میں مسکراتے پھول بنانا۔ اور توفیق میرے رب کی طرف سے ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اور اگر یہ آپ کے لیے نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ سے یہ امید تو بہرحال ہے کہ وہ اس **ھدیۂ ازھار** کو کثیر اہلسنّت کے لیے گلہائے شگفتہ فرمائے گا اور اُن کے دلوں کی کلی اس سے کِھلا دے گا۔ آمین **یا رب العلمین لک الحمد حمدا کثیرا کما تحب و ترضیٰ والصلوۃ والسلام علی حبیبک المصطفیٰ وعلی اٰله واصحابه مصابیح الدُّجیٰ وحزبه اهل السنة والجماعة وابنه الکریم الغوث الاعظم وبهم و لهم وفیهم علینا وعلی کل من انتمیٰ آمین فقط**

احقر مجتبیٰ شریف خاں اشہری

شرف تلمذ یافتہ

حضرت العلام مفتی شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

و

فقیہ مبصر حضرت مولٰینا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری

یکشنبہ ۲۴/ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۷ھ ـــ ۳/ ۴/ ۲۰۱۶ء

مطلع روشن

حمد ہے میرے رب کے لیے اور اُس کا شکر

کہ ایسے تاریک زمانے اور پُرفتن دور میں اُس نے اپنے ایسے بندوں کے در تک پہنچایا جو دینی حاجتوں میں اسلاف و امام اہلسنّت قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ کے فرمودات سے ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اور خود ہماری اپنی آنکھوں سے وہ فرمودات دکھا کر ہمیں تشفی کرا دیتے اور اطمینان دلا دیتے ہیں۔

اسلاف و امامِ اہلسنّت نے جو نصیحتیں کیں اور فکرِ آخرت پر ابھارا مثلاً

___" جو آج بے قیدی چاہے کل نہایت سخت شدید قید میں گرفتار ہوگا ، اور جو آج احکام کا مُقَیَّد رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا۔ دنیا مسلمان کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔ اے مسکین تجھے تو کل کا دن سنوارنا ہے "___ [فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص۱۱۰]

اور مثلاً

___" **کتنا مبارک ہے آج وہ بندہ** جسے اپنے ایمانی عقیدوں کو پہچاننے اور سمجھنے کی توفیق ملی ، پھر اس کے بعد ظاہر و باطن میں جن دینی مسائل کے بغیر وہ چل نہیں سکتا وہ اُس نے سیکھے ، یہاں تک کہ اُس کا دل نورِ حق سے مستنیر ، اور اُس کی خوشی سے لبریز ہوگیا ، پھر تمام خلق سے کنارہ کش ، اور اُنہیں ایذا رسانی سے کنارہ گزیں ہوکر ، قریبِ موت اس دارِ فانی کی خرابی و تباہی سے نکل گیا۔

تو مبارک ہوا اُسے وہ جو موت کے بعد وہ دیکھے گا ایسی نعمت اور ایسی مَسرَّت جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی اور عقلیں اُس کی اندازہ نہیں لگاسکتیں بیشک اس بندے نے تھوڑا صبر کیا ، اور بہت کچھ پایا "___

[شرح ام البراھین ص ٦ ، درس اسلاف ص۹۵]

ان مبارک ارشادات کو وہ بندگانِ خدا ہمارے قلب و ذہن میں بساتے ہیں۔

اُن کے ناخنِ تدبیر بِفَضْلِهٖ تَعَالیٰ وَبِكَرَمِ حَبِيْبِهٖ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاء مسائلِ مشکلہ کی گتھی سلجھادیتے ہیں۔

وہ سرحدِ اسلام وسنیت میں نقب زنی کرنے والوں پر ایسا حملۂ شیرانہ کرتے ہیں کہ اُنہیں سوائے عارِسکوت و راہِ فرار کے کچھ مجال نہیں رہتی۔

باطل کے شبہات کا وہ قلع قمع کرتے ہیں کہ اُس کی زبان گنگ ہوجاتی ہے۔

اُن حضرات کی تحریرات لمعاتِ نور ، کشفِ نوری ، تحقیق جمیل ، تابشِ شمیرِ حرمین ، لمعات بر سوالات ، کشفِ وحید از حقیقتِ تقلید اور حجتِ اِلٰھیه بر ظلماتِ واھیه اس پرشاہدِ عدل ہیں۔

شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ سنا دیکھے کے برابر کب ہوسکتا ہے۔

ہمیں اُن کی صحبت نصیب ہوئی قریب سے ہم نے اُنہیں دیکھا اور جانا

کہ کسی فرد یا تحریک تنظیم یا ادارے سے نہ اُنہیں ذاتی مخالطت نہ ذاتی مخالفت۔

البتہ ہر سنی فرد اور سنی ادارے اور سنی تحریک و تنظیم سے اُن کی

سنیت کے پیشِ نظر وہ دینی مذہبی محبت رکھتے ہیں۔ اہالیانِ تحریک عالی یا نازل جو کچھ عمل دخل رکھتے اور شش و پنج میں فرق سمجھتے ہیں اگر کبھی ملاقات کو آئے تو اُنہیں بالمشافہہ اُن کی غلطی پر متنبہ کرتے ہیں۔

بے دیکھے بے جانے شرع سے آزاد ہوکر جو جی میں آئے بول دینے کا آج ہر کسی کو اختیار ہے مگر وہ دن بھی آنے والا ہے جب واحدِ قہّار حساب فرمائے گا دانائے غیوب اِظہار لے گا۔

اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ ہم اُس سے اُس کے حفظ و امان کے سوالی ہیں واسطہ اُس کے پیارے محبوب کا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّم

انتباہ

اہالیان و موالیانِ دیوبند اور حامیانِ دیوبندیہ اہلسنت کے ان حادثات سے خوش نہ ہوں اور خوشی کے شادیانے نہ بجائیں۔ اس میں اُن کے لیے بجائے خوشی پوری موت اور پورا مرثیہ ہے۔

اولاً :۔ دیکھو جس کی حِس صحیح و توانا ہوتی ہے معمولی سا سنگریزہ بھی اگر اُس کے منھ میں آتا ہے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے۔ پھر جب بار ہا ایسا حادثہ ہو جائے تو محض وہم و شبہ سے بھی کبھی نوالے کو پھینک دیتا ہے۔

اور جس کی حِس مردہ ہو اُس کے لیے کھانے کا نرم دانہ اور کنکر پتھر سب برابر ہیں۔

اور کوئی شک نہیں کہ اہلِ ایمان اہلسنّت کی حِسِ ایمانی اللہ و رسول

جَلَّ وَعَلَا و صَلَّی اللّٰـهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّم کے فضل و کرم سے صحیح و تندرست ہے اور بعض کی بعض سے زائد بھی ہے۔

اور کفریات و ضلالات کے جو جھگڑ اہالیانِ نجد و دیوبند نے چلائے وہ اہلِ ایمان کی آنکھوں کے سامنے ہیں تو اہلِ ایمان اہلسنّت میں سے کوئی کوئی کبھی کبھی کسی کی بولی میں کفر وضلال کے وہم وشبہ سے بھی بے چین ہو جاتا ہے۔

مگر جو صریح کفر وتوہین کو شیرِ مادر کر چکے اُن میں حسِّ ایمانی کی معمولی سی رمق کا بھی سوال ہی پیدا نہیں۔ تو اُنہیں چھوٹے سنگریزے بھلا کب کھٹک سکتے ہیں؟ یا اُن میں کوئی کبھی کفر وضلال کے صرف وہم وشبہ سے بے چین بھلا کیا ہوسکتا ہے؟

ثانیًا:۔ ایک عام انصاف پسند کو اتنی سی بات فرق سمجھ لینے کے لیے کافی ہے کہ یہاں خود کثیر اہلِ حق علمائے اہلسنّت ایسے تشدیدی احکام پر اعتماد نہیں کر رہے ہیں بلکہ رد کر دے رہے ہیں۔

اور وہابیہ دیوبندیہ کا کفر وہ ہے کہ عرب سے لے کر عجم تک علمائے اہلسنّت نے بالاتفاق ان کے کافر مرتد ہونے کے احکام صادر فرمائے جو حُسَامُ الۡحَرَمَین میں آج تقریبًا ایک سو تیرہ برس سے [۱۳۲۴ھ] اور اَلصَّوَارِمُ الۡهِنۡدِیَّة میں بانوے برس سے [۱۳۴۵ھ] شائع و مشتہر ہیں۔

تو حق طالبِ حق کے لیے من جانب اللہ واضح و آشکار ہے۔

پھر جو اپنے ایمان کی فکر نہ کرے اور حق کی تابشیں جب سامنے تجلی بار ہوں تو اپنے

قلب وذہن کے دریچے بند کرلے اور محض اپنی ہٹ پالنا بات بنانا اور اپنی آن بالا رکھنا چاہے تو تابہ کے؟ کب تک؟

آخر تو موت ہے اور بعد موت جس بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور ضرور حاضر ہونا ہے ع واں نہیں بات بنانے کی مجال

اللہ ایمان والوں کا والی اہلِ ایمان کو ہر باطل کی تاریکی سے بچائے اور کل اپنے محبوب کے قدموں میں جگہ دے آمین. صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ حِزْبِهٖ وَابْنِهٖ اَجْمَعِیْن وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن . فقط

سید محمد عبد اللہ ابدال حسنی حسینی

خانقاہ دستگیر۔ بنگانہ پلی ضلع کرنول آندھرا پردیش

احقر **مجتبیٰ شریف** خان اشہری خادم جامعہ رضویہ دار العلوم امجدیہ بوتھلی ناگپور

سرفراز احمد برکاتی خادم الجامعہ الرضویہ دار العلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

محمد فیض احمد رضوی اشہری خادم جامعہ رضویہ دار العلوم امجدیہ بوتھلی ناگپور

شیخ **شکیل نوری** مدرسہ اہلسنت کالا باغ عالم گنج برہانپور (مدھیہ پردیش)

دوشنبہ ۲۵/ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۷ھ — ۴/ ۴/ ۲۰۱۶ء

تأثر

حضور مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ عَلَیْہِ الرَّحْمَة پر الزامِ شنیع کے خیال نے اہل خیال کے اذہان پر جو تسلط کیا کیا ان کے مقلدین کو اس خیال بے خیال نے کچھ ایسا مخمور کیا کہ شور و فغاں کی آوازیں آسمان تک پہنچا دینے اور ایک وسیع فضائے عالم کو تیرہ و تار کردینے میں کوئی دقیقہ اُنہوں نے فروگذاشت نہ کیا۔

مولانا مجتبیٰ شریف سمیت ہم لوگوں کی سعادت کہ ایسے پر آشوب ماحول اور کس مپرسی کے عالم میں دنیائے سنیت کی عبقری شخصیت فقیہ عصر حضرت علامہ مولانا الشاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی طال بقاء ہ علینا مع الخیر والعافیة .... اوراُن کے فیض مجسم فقیہ مبصر حضرت علامہ مولانا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری حفظه الله ورعاه .... کا دامن ہمارے ہاتھ آیا .... تھوڑی سی صحبت جو ہمیں ان حضرات کی نصیب ہوئی نہ صرف اس مسئلہ دائرہ بلکہ شرح عقائد و نبراس اور المعتقد والمستند وغیرہ کے مسائل مشکلہ کا وہ صاف شستہ و شافی حل پایا جس کا مثل ان آنکھوں کو نظر نہ آیا۔ اب باغ ابرار کے استفاضہ سے اس تازہ فیض بہار مسمّٰی بہ ھدیۂ ازھار نے ہماری آنکھوں کو اور جلاء اور قلب و ذہن کو مزید شفاء بخشی دل سے بے ساختہ تائید و تسلیم کی صدا نکلی۔

اللہ پاک اس دریائے فیض بار سے زیادہ سے زیادہ ہمیں متمتع ہونے کی

توفیق دے اور اسے ہماری سعادتِ آخرت کا ذریعہ بنائے آمین اللّٰھمَّ آمین بجاہ حبیبک الامین علیہ وعلی آلہ الصلوة والتسلیم وحزبہ اھل السنة وابنہ الکریم منبع الجود العمیم وسائر منتمیہ الی یوم الدین .

سہ شنبہ ۴/ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ — ۱۲/ ۴/ ۲۰۱۶ء

○ **سید محمد عبداللہ ابدال حسنی حسینی**

خانقاہ دستگیر۔ بنگانہ پلی ضلع کرنول آندھراپردیش

○ **سرفراز احمد** برکاتی خادم الجامعہ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور

○ **محمد فیض احمد** رضوی اشہری خادم جامعہ رضویہ دارالعلوم امجدیہ بوتھلی ناگپور

Ashhar Academy, Nagpur
www.noori.co.in
Mob.: 9370541312, 9838599786